سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

THE AL HAKAM
QADIAN

الحکم دوبارہ جدید

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

مدیر اعلیٰ: شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
مدیر مسئول: شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
والیان ریاست سے ۱۰۰ر
حکام و امرا سے ۵۰
معاونین سے ۲۰
عوام سے ۵
ممالک غیر سے ۱۲
مدینۃ المسیح
قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے
قیمت فی پرچہ ۲ر

جلد (۳۸) | قادیان - ۲ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۷ فروری ۱۹۳۵ء یوم پنجشنبہ | نمبر (۴)

دارالامان کا ہفتہ

— **حضرت** امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ بخیریت ہیں۔
— آجکل حضور کی مصروفیت بہت بڑھی ہوئی ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ اس بابرکت وجود کی لمبی عمر کے لئے ہمیشہ دعائیں کرتے رہیں۔

— **واقفین** جنہوں نے اپنی زندگی تین سال کے لئے حضرت کے حضور خدمت دین کے لئے وقف کی تھی پرائیویٹ سکرٹری صاحب کے اعلان کے مطابق قادیان حاضر ہو کر اپنے آپ کو پیش کر رہے ہیں۔

— **مولوی** جلال الدین صاحب شمس اپنے لمبے سفر سے ۴ فروری کو ۱۲ بجے کی گاڑی سے بخیریت تشریف لے آئے۔

— **۳ فروری** ۵ بجے صبح اور پھر ۵ بجے شام زلزلہ ایک جھٹکہ دو بار محسوس ہوا۔

— **ایک** ایک ماہ کے لئے قادیان میں زندگی وقف کرنے کی تحریک جاری ہے۔ ہر ایک محلہ کی فہرستیں بن رہی ہیں محلہ دارالفضل کے متعلق معلوم ہوا کہ تمام عہدہ داران نے اپنے آپ کو وقف کیا۔ اس کے سوا ۳ فروری کی شب تک (۶۱) آدمیوں نے اپنے آپ کو ایک ایک ماہ کے لئے وقف کیا اسی طرح دوسرے محلہ جات اپنے اپنے محلہ کی فہرستیں بنا رہے ہیں جو اگلی اشاعت تک مکمل ہو سکیں گی۔

— **میاں** مہر الدین صاحب مہاجر دکاندار محلہ دارالرحمت قادیان قریباً چار سال سے مرض دمہ میں مبتلا تھے۔ قریباً دو ماہ سے زیادہ تکلیف ہو گئی تھی۔ وفات سے دو روز قبل بیماری کو بالکل آرام آ گیا تھا۔ آنحضرت کو خود اٹھے اور رفع حاجت سے فارغ ہو کر لیٹ گئے اور لیٹتے ہی اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔
مورخہ ۲/۱ فروری بروز جمعہ ہفتہ کی درمیانی شب کو انتقال فرمایا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔

— **۳ فروری** کی رات کو پھر قادیان میں بارش ہوئی جس سے سردی پھر عود کر آئی ہے۔

— **مولوی** قمر الدین صاحب مولوی فاضل جو اسسٹنٹ پرائیویٹ سکرٹری تھے تعلیم تشحیذ لیگ کے سکرٹری منتخب ہو جانے کی وجہ سے دفتر پرائیویٹ سکرٹری سے فارغ ہو رہے ہیں۔ ان کی جگہ مولوی عبدالرحمان صاحب انور بوتالوی مولوی فاضل مقرر ہوئے۔

— **یہ خبر** نہایت خوشی سے پڑھی جائیگی کہ قادیان کا سب سے پہلا شیشے کا کارخانہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت عمدہ۔ مضبوط اور صاف سامان بنانے لگ گیا ہے۔ احمدی تجار کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

حج بیت اللہ

میں اس سال حج بیت اللہ کے لئے جا رہا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ ۲۸ فروری کو جہاز "علوی" پر سوار ہوں گا۔ اگر ہماری جماعت سے اور کوئی دوست امسال حج کو جا رہے ہوں تو براہ کرم مجھ سے جلد خط و کتابت فرمائیں تاکہ حج و زیارت میں ساتھ ہو اور مسافرت میں آسانی۔
(خاکسار عبدالغنی خان رافت سب انسپکٹر پولیس ڈگینہ پربھنی (دکن))

درخواست دعا

میرے لڑکے عزیزم عبدالرزاق خان طالب علم جماعت دہم ٹی آئی ہائی سکول قادیان نے اس سال انٹرنس کا امتحان دینا ہے۔ اس لئے تمام احمدی بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے عزیز کو کامیابی بخشے آمین ثم آمین۔
(منشی احمد دین خان یوسف زئی)

"الفضل" روزانہ ہو رہا ہے

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی موجودہ ضروریات کا تقاضا تھا کہ سلسلہ کے پریس کو مضبوط کیا جائے
الحکم کی اگر مالی حالت درست ہوتی تو الحکم کو موجودہ حالت میں روزانہ کرنے سے پس و پیش نہ کرتا۔ میری دلی تمنا تھی کہ اس وقت معزز ہمعصر "الفضل" روزانہ ہو۔ اور میں نے اپنی اس خواہش کا اظہار اخویم خواجہ غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل سے بھی کیا تھا۔ مجھے آج یہ معلوم کر کے از حد خوشی ہوئی ہے کہ حضرت اقدس نے "الفضل" کا روزانہ کرنا منظور فرما لیا ہے۔ موجودہ حالات میں سلسلہ کی اہم ترین ضرورت اس رنگ میں پوری ہو گئی الحمد للہ علیٰ ذالک۔
ضرورت ہے کہ ہر وہ شخص جو لکھ پڑھ سکتا ہے وہ روزانہ الفضل کو خریدے تاکہ یہ صرف چھ ماہ کے لئے ہی نہیں بلکہ مستقل طور پر روزانہ نکل سکے۔
اللہ تعالیٰ اس کام کو برکت دے اور سلسلہ کے لئے اسے مفید اور بابرکت بنائے۔
میں الحکم کی طرف سے حضرت امیر المومنین کے حضور اور ادارہ الفضل کے معزز ایڈیٹر صاحبان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہوں۔
(محمود احمد عرفانی ایڈیٹر الحکم)

محلہ دارالرحمت کے واقفین

یہ خبر خوشی سے سنی جائیگی کہ محلہ دارالرحمت میں ایک ایک ماہ کے لئے وقف کرنے والوں کی تعداد ایک سو سے اوپر پہنچ چکی ہے۔ اسی طرح محلہ دارالعلوم نے بھی ۳۷ نام پیش کئے ہیں جن میں طلباء وغیرہ شامل نہیں ہیں۔

— **حضرت** امیر المومنین ۵ فروری بذریعہ موٹر لاہور تشریف

نقد و تبصرہ

ہمارے سلسلہ کا جدید لٹریچر

قبولیت دعا کے چھیاسی گر

یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جس میں دعاؤں کی قبولیت کے ۸۶ چھیاسی گر بتائے گئے ہیں۔ اگرچہ یہ رسالہ دوسری بار شائع ہو رہا ہے۔ مگر اس رسالہ کی مناسبت سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو چیزیں ہمکو آسمان سے لاکر دیں ان میں سے ایک

دعا کی حقیقت ہے

دنیا اس حقیقت سے بالکل ناآشنا ہو چکی تھی کہ ایک ایسا ذریعہ بھی ہے۔ جس سے ایسے وقت میں جبکہ تمام انسانی سہارے ٹوٹ جائیں اور تمام کوششیں بیکار ہو جائیں۔ انسان اس سرچشمہ سے مدد حاصل کر سکتا ہے۔

جو تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے اور جس کی قوت سے بالا کوئی قوت نہیں اور اس کی ہستی سے بالا کوئی ہستی نہیں لیکن یہ امر کہ انسان کس طرح خدا تعالیٰ سے یہ مدد حاصل کر سکتا ہے اور کسطرح اس کی دعائیں شرف قبولیت حاصل کر سکتی ہیں۔ جب تک انسان اس راز کو نہ جانے اس کی دعائیں بیکار جاتی ہیں۔ جیسے ہر ایک کام کے کچھ آداب ہوتے ہیں۔ اسی طرح دعا کے بھی بعض آداب ہیں۔ ان کا جاننا از حد ضروری ہے

حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ...... سنے ان آداب کو قرآن کریم اور احادیث سے لے کر جمع کیا ہے۔ حضرت قاضی صاحب ایک مسلمہ اہل قلم اور متعدد کتابوں کے مصنف ہیں اور سلسلہ کے مایہ ناز شاعر ہیں جن کی نظمیں دربار نبوت میں شرف باریابی حاصل کر چکی ہیں۔ آپ کے ہاتھوں سے کئی کتابوں کا تصنیف ہونا اس کی ترتیب اور تنسیق کے لئے گارنٹی ہے۔ اس کتاب کی خریداری کی تحریک صرف یہی نہیں بلکہ ہر مومن انسان کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ اس کا تعلق خدا تعالیٰ سے قائم ہو۔ اور اس کی دعائیں سنی جائیں جو انسان اس پاکیزہ زندگی سے دور ہے وہ انسان حقیقت سے بے بہرہ اور محروم ہے۔ پس ہر مومن انسان کا فرض ہے کہ وہ اس حقیقت کو جانے اور سمجھے۔ اسلئے ضروری ہے کہ ہر ایک انسان خواہ وہ تعلیمیافتہ ہو یا ان پڑھ وہ اس کو پڑھے اور سنے۔ اور پھر اپنے دماغ میں اس کو محفوظ رکھے۔ اور عمل کرے۔

حضرت قاضی صاحب نے اس مفید کتاب کو جو بہت بڑی محنت کا نتیجہ اور سینکڑوں کتابوں کا نچوڑ ہے۔ اسقدر آسان کر دینے کے باوجود اس کی قیمت صرف ایک آنہ رکھی ہے جو کسی غریب سے غریب آدمی کے لئے دوبھر نہیں ہو سکتی۔

بس میں پورے زور سے ہر اس انسان سے جو با خدا بننا چاہتا ہے کہوں گا کہ وہ

قبولیتِ دعا کے ۸۶ چھیاسی گر

ایک دفعہ پڑھ کر اپنے ذہن نشین کرے۔

میں اس کتاب کی تصنیف پر حضرت قاضی صاحب کو مبارکباد عرض کرتا ہوں۔

یہ کتاب قادیان کے ہر کتب فروش سے مل سکتی ہے۔

سیدنا حضرت محمد صلعم اور اُنکی تعلیمات مقدسہ

یہ چھوٹا رسالہ جو ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے جناب قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی احمدی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ پشاور کی ایک تقریر ہے۔ اس رسالہ میں جناب قاضی صاحب نے جیسے کہ اسکے نام سے معلوم ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات مقدسہ کو بطور خلاصہ کے جمع کر دیا ہے۔

یہ ٹریکٹ غیر مسلموں میں نہایت کثرت سے شائع کرنے کے قابل ہے۔ اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نور دنیا کو دیا اور آپکی وہ مقدس تعلیمات جو انسان کو سکھلائی گئی ہیں ان سے یہ لوگ قطعی ناواقف ہیں اور اسی ناواقفیت کا نتیجہ ہے کہ وہ حضور پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ غیر مسلموں کو مختصر الفاظ میں آپ کی تعلیمات مقدسہ سے آگاہ کر سکیں تو اس کے لئے یہ رسالہ از حد مفید ہے۔ جو غالباً تقسیم کرنے کے لئے سستے نرخ پر مل سکے گا۔ رسالہ کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر درخواستیں کی جا سکتی ہیں:-

قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی احمدی
پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ
انجمن احمدیہ - پشاور شہر -

رباعیاتِ حسن رہتاسی

اسمہٗ احمد

ہے زبانوں پہ سُو بسُو احمدؐ — اور کانوں میں گُو بگُو احمدؐ
اُس کا آنا ہے کس طرح ممکن؟ — کہہ گیا ہو جو "اسمہٗ احمدؐ"

کوثرِ نبوت

جنھوں نے شاہِ بطحا کی فضیلت کو نہیں سمجھا — یقیناً امتیازِ خود بدولت کو نہیں سمجھا
محمد مصطفٰیؐ کو جو معاذ اللہ کہیں ابتر — اُنھوں نے کوثرِ ختمِ نبوّت کو نہیں سمجھا

احمدیّت

جن علماء نے اب تک احمدیّت کو نہیں سمجھا — نبیؐ کے بعثِ ثانی کی حقیقت کو نہیں سمجھا
ابھی تک جو مزاجِ احمدیّت کو نہیں سمجھے — انھوں نے احمدیؐ کی بھی طبیعت کو نہیں سمجھا

انتخابِ الٰہیہ

خادمِ احمدؐ کو جب تو نے مسیحا کر دیا — حامیٔ تثلیث چیخ اُٹھے کہ یہ کیا کر دیا؟
جسکے آنے کی توقع تھی ہمیں افلاک سے — قادیاں کی خاک سے کیسے ہویدا کر دیا؟

ایضاً

خادمِ احمدؐ کو جب تو نے مسیحا کر دیا — عقل کے اندھے پکار اُٹھے کہ یہ کیا کر دیا؟
خاں تھے، افغاں تھے، نواب تھے سادات تھے — سب پہ پانی پھیر کر کیوں ایک مرزا کر دیا

بے نیازی

عُشاق کو نیاز، بتوں کو جو ناز دے — تائب کو بہرِ توبہ درِ توبہ باز دے
کیا دور ایک بندۂ بے برگ و ساز کو — بیحدّ و بے حساب مرا رب نواز دے

سیرت المہدی کا ایک ورق

جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب امام مسجد دار الفضل قادیان کی روایات

دعا اور اُس کے آداب

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وقتاً فوقتاً مختلف بزرگوں کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپنے فرمایا کہ:-

حضرت ابو الحسن خرقانی کسی امر کے متعلق تیس۳۰ سال دعا کرتے رہے۔ اُن کو ہر دفعہ یہی آواز آتی تھی تمہاری دعا قبول نہیں ہوئی۔ ایکدن انکا ایک مرید ان کے پاس آ سویا۔ اور جبوقت آپ کو الہام ہوا تو اس آواز کو اس نے بھی سُنا مگر ادب کے سبب سے خاموش ہو رہا دوسرے دن پھر وہ پاس سویا۔ اور اس آواز کو سُنا۔ پھر بھی اس نے ذکر نہیں کیا۔ تیسرے دن پھر اس نے آواز کو سُنا اور آپسے کہا کہ مجھے اس آواز کو سنتے ہوئے تین دن ہو گئے ہیں۔ آپ اس راستہ کو چھوڑ کر اور کوئی راہ اختیار کریں آپنے اس مرید سے بہت خفا ہو کر یہ بات کہی تم جانتے ہو کہ ایک دروازے کے سوا کوئی اور بھی دروازہ ہے؟ اگر بادشاہ ایک مزدور کو مزدوری نہیں دیتا۔ تو کیا مزدور کا یہ کام ہے کہ مزدوری چھوڑ دے۔ ہاں دنیا کے لوگوں میں تو یہ بات ہوتی ہے کہ اگر ایک جگہ کام نہ ملے تو دوسری جگہ کام کرتے ہیں۔ آپنے اس مرید کو کہا کہ اس عزوجل کے سوا اور بھی کوئی بادشاہ ہے جس سے ہم جاکر مانگیں اور اپنی معروضات پیش کریں جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے وہ ہم نے کرنا ہے۔ وہ اگر نہ کرے۔ تو اسے پوچھنے والا کوئی نہیں۔ اگر ہم نہ کریں تو ہم پوچھے جانے والے ہیں۔

(۲)

دعاؤں کے متعلق آپ فرمایا کرتے تھے:-

یہ بھی ایک دوستانہ معاملہ ہوتا ہے جس طرح بعض دفعہ بعض دوست بعض کی مان لیتے ہیں۔ دوسری دفعہ پھر وہ اپنی منوا لیتے ہیں۔ یہ خیال کہ ہر ایک کی دعا قبول ہو یہ صحیح نہیں ہے۔ بعض دفعہ جناب الٰہی اپنی مرضی منوانا چاہتے ہیں۔ بعض دفعہ بندے کی مان لیتے ہیں۔

(۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور گئے ہوئے تھے اور کرم الدین کے مقدمہ کی آخری پیشی تھی۔ خواجہ صاحب مجسٹریٹ کے سامنے پیش تھے۔ کسی نے ذکر کیا کہ حضور دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ روح القدس سے خواجہ صاحب کی مدد اور تائید کرے۔ آپ نے فرمایا:-

"ہر ایک وقت دعا کا نہیں ہوتا۔ بعض وقت دعاؤں کے ہوتے ہیں۔ اور بعض وقت صبر و استقلال کے ہوتے ہیں۔ ہر وقت مانگتے ہی جانا بے صبری کی دلیل ہے کسی وقت انسان مانگے۔ اور کسی وقت صبر سے بھی کام لے"

آپ فرمایا کرتے تھے کہ:-

میرا ارادہ ہے کہ میں ایک کتاب لکھوں جس کا نام اجابت الدعا ہو۔ اور اس میں یہ بتلاؤں کہ دعا کس طرح کرنی چاہیئے اور کیا اس کے طریقے ہیں۔ اور پھر ہر ایک دعا کی قبولیت کے متعلق کسطرح انتظار کرنا چاہیئے۔

(۴)

بعض امور کے متعلق جب آپ دعا کیا کرتے تھے۔ تو آپ روزہ رکھ کر غسل کر کے اور بیت الدعا کا دروازہ بند کر کے بہت لمبے لمبے وقت تک آپ دعا کیا کرتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا کے لئے جسم اور روح کی پاکیزگی کی بہت ضرورت ہے اور بعض دعائیں جو لوگوں کی قبول نہیں ہوتیں۔ ان میں کوئی نہ کوئی نقص واقع ہوتا ہے۔ یا کوئی ایسا حجاب ہوتا ہے جس کو دور نہیں کیا جاتا۔ بجائے اسکے کہ انسان اپنے آپ کو ملزم قرار دے جناب الٰہی کی طرف الزام منسوب کرتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔

(۵)

حضور جس امر کے متعلق دعا کیا کرتے تھے اس میں نہایت تحریک اور توجہ الی اللہ سے دعا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے:-

منگن گیا سو مر گیا۔ مرے سو منگن جا
جبتک مانگنا اور مرنا ایک نہ ہو جائے اسوقت تک دعا اپنی قبولیت کو نہیں پہنچتی۔

(۶)

ایک دفعہ حضرت ام المومنین بیمار تھیں۔ ظہر کی نماز کے بعد آپنے ذکر فرمایا کہ میں نے اُن کی بیماری کے لئے دعا کی اور فرمایا کہ:-

مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرا جسم بھی بیمار ہو گیا ہے۔ پس دعا کے بعد میں نے اُن سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ دعا کے بعد اب مجھے آرام ہے۔

جس سے آپ یہ بتانا چاہتے تھے کہ

دعا ایک روح کی قربانی ہوتی ہے جبتک اس حد کو نہ پہونچے اسوقت تک وہ دعا نہیں کہلا سکتی۔

حضور کا ایک الہام بھی ہے۔ ؎

اس درگاہ بلند میں آساں نہیں دعاء
منگن گیا سو مر گیا۔ مرے سو منگن جا

(۷)

حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحب اور بیماری

ایک دفعہ منشی اروڑے خان صاحب بتانے لگے کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام جالندھر میں ملے۔ حضور کسی کام کو وہاں گئے ہوئے تھے۔ میں نے حضور سے عرض کیا کہ حضور میں تو بہت گنہگار ہوں۔ ہماری آپ کیا نسبت۔ آپ فرمانے لگے۔

ہماری مثال اس چرواہے کی ہوتی ہے جس کے پاس بہت سی بکریاں ہوں جس کا کام اُن کو چرا کر ان کے اس مقام پر پہنچانا ہوتا ہے جہاں وہ رات کو رہتی ہیں اُن میں سے اگر کوئی بیمار یا کسی مرض میں مبتلا ہو جائے تو چرواہے کا فرض ہوتا ہے کہ اس بکری کو اُٹھا کر بھی ان کے مقام میں پہنچائے۔ اسلئے ہم گنہگاروں کیلئے آتے ہیں۔

منشی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے اسوقت حضور کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ حضور وہ بیمار بکری تو میں ہی ہوں۔ حضور سُن کر خاموش ہو گئے۔

(۸)

ایک خواب کی تعبیر

ایک دفعہ کی بات ہے گورداسپور میں منشی اروڑے خان صاحب نے ایک خواب سنائی کہ حضور میں نے منشی محمد خان صاحب کو دیکھا ہے (جو کپورتھلہ میں بگھی خانہ کے افسر تھے وہ اسوقت فوت ہو چکے تھے۔ اور اُن کی وفات کو قریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ گذر چکا تھا) وہ فرماتے ہیں۔ "جب سے میں آیا ہوں ہر روز دعوتیں ہی ہوتی ہیں اور تمھارے لئے بھی مکان تیار ہے" تو حضور سے پوچھا کہ کیا یہ میری موت کی خبر ہے۔ آپنے فرمایا

نہیں یہ آپکے لئے بشارت ہے

(۹)

ایک دفعہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ حضور علیہ السلام کی نسبت امام محمد باقر سے ہے۔ میں نے جب اس رؤیا کو حضور سے بیان کیا تو حضور نے فرمایا:-

باقر کے معنے ہیں زمین کو توڑنے والا او اسی لئے گائے کو بھی بقر کہتے ہیں۔ ہماری نسبت بھی اسی لئے ہے کہ ہم بھی زمین کو کو توڑ کر اس کے اندر کچھ ڈالنا چاہتے ہیں

(۱۰)

ایک دفعہ آپنے فرمایا:-

میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میاں شریف احمد (صاحب) میرے سامنے ہیں اور کچھ لوگ ہیں وہ کہتے ہیں آؤ اس کو بادشاہ بنائیں اور اس کے سر پر پگڑی باندھیں

آپ نے فرمایا کہ

میں نے کہا کہ اسنے پہلے قاضی بنتا ہے۔

یہ حضور کی رؤیا قریباً ۱۹۰۵ء کی ہے

(۱۱)

میری ایک بچی فوت ہو گئی تھی۔ اس کے متعلق میں نے حضور سے ذکر کیا کہ حضور اس نے بیماری میں بہت تکلیف اُٹھائی ہے اور نہایت پریشانی میں اس کی موت واقع ہوئی ہے۔ آپنے فرمایا کہ:-

بعض لوگ تو وہ ہیں کہ جنت میں جائینگے اور بعض لوگوں کے استقبال کے لئے جنت آتا ہے۔ فرمایا:-

مصیبت زدوں کو جب قیامت کے دن اجر ملیں گے۔ تو وہ لوگ جن کو کوئی تکلیف دنیا میں نہیں پہونچی وہ دیکھ کر کہیں گے کہ کاش ہمارے بدن قینچیوں سے کاٹے جاتے۔ تو ہم ان اجروں کے مستحق بنتے۔ دنیا کے مصائب ختم ہو جاتے ہیں مگر آخرت کی نعمتیں نہ ختم ہونیوالی ہیں۔

(۱۲)

ایک دفعہ آپ گورداسپور سے تشریف لائے آپنے فرمایا آج ہم اسطرح آئے ہیں جس طرح ہمارے آنحضرت مکہ کے کفار سے نجات پاکر نکل گئے تھے۔ ان دنوں آپنے اس بات کا ذکر کیا۔ بعض حدیثوں میں یہ ذکر آتا ہے کہ آخری جماعت بھی جیسے بنی اسرائیل محرم کے ابتدائی دنوں میں فرعون سے نجات پاکر نکلے ہیں ان ہی دنوں میں آخری جماعت بھی فرعون سے نجات پائیگی۔ چنانچہ وہ بھی محرم کے دن تھے اور قریباً دسواں ہی دن تھا۔ جب چندو لال کی تبدیلی کا حکم آیا۔ اور وہ گورداسپور سے بدلا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی پیشگوئی پوری ہوئی۔

روایات

حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی لنگوی

(۱)

ایڈیٹر شبھ چنتک کی ہلاکت اور بھائی کشن سنگھ کی گواہی

ایک دفعہ قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل اور خاکسار دونوں ملکر شبھ چنتک اخبار کے ایڈیٹر پنڈت سومراج کے پاس گئے (ان دنوں وہ اپنے اخبار میں حضرت اقدس کی شان میں بڑے گستاخانہ الفاظ استعمال کرتا تھا) اور اسپر یہ ظاہر کیا کہ ہم حضرت مرزا صاحب کے حالات کی تحقیق کرنے آئے ہیں۔ اسوقت اس کے پاس بھائی کشن سنگھ آریہ بھی بیٹھا ہوا تھا۔ سومراج نے حضرت اقدس کی شان میں فضول گوئی شروع کی جو ہمیں ناگوار گذری۔ اسپر بھائی کشن سنگھ نے کہا کہ میں حضرت مرزا صاحب سے عمر میں بڑا ہوں۔ اور بچپن سے لیکر جوانی تک آپکے ساتھ رہا ہوں مرزا صاحب بہت پاک فطرت اور نیک انسان تھے۔ پنڈت صاحب نے جو گستاخانہ الفاظ آپ کی شان میں بیان کیئے ہیں یہ سراسر غلط ہیں۔

اسپر وہ پنڈت بہت شرمندہ ہوا۔ پھر کشن سنگھ صاحب نے کہا کہ

مرزا صاحب بہت بزرگ اور خدا رسیدہ انسان ہیں۔

اس کے بعد ہم چلے آئے۔ اور دل میں یہ خیال کیا کہ خدا تعالیٰ کا غضب اس کو بہت جلد پکڑ لے گا۔ اس کے بعد وہ پنڈت جلدی طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ اور اس کا اخبار بھی بند ہو گیا۔

(۲)

چراغ الدین جمونی کی ہلاکت

رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفا جو حضرت صاحب نے ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا تھا۔ اس میں اذیب من یعیب اور ما نزل بہ جبینًا درج تھا۔ جب چراغ الدین جمونی جموں میں پیشگوئی کے مطابق طاعون سے ہلاک ہو گیا تو جموں سے ایک دوست نے اس کی موت کے متعلق حضرت اقدس کی خدمت میں تار بھیجا۔ اور اس کی موت کے مفصل حالات بھی ایک کارڈ میں لکھ کر بعد میں بھیجے۔ جو آپکی خدمت میں اکٹھے پہونچے کیونکہ ان دنوں تار گھر بٹالہ میں تھا۔ اور بٹالہ ہی سے تار ادھر آتی تھی۔ اسلئے تار اور کارڈ ایک وقت میں پہونچے۔ تار میں تو صرف چراغ الدین کی ہلاکت کی خبر تھی۔ مگر خط میں مفصل واقعہ درج تھا آجکل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ ربہ مکان جس میں رہتے ہیں اُس کے دالان میں ایک لکڑی کی سیڑھی اترتی تھی اور بعد اس کے مشرقی کوٹھری میں مولوی محمد احسن صاحب امروہوی فروکش تھے۔ خاکسار اس مکان کے دالان میں بطور مہمان ٹھہرا ہوا تھا۔ حضور اوپر سے بذریعہ سیڑھی دالان میں تشریف لائے۔ آپکے ہاتھ میں کارڈ۔ تار اور رسالہ دافع البلاء تھا۔ حضور پلنگ پر رونق افروز ہوئے۔ اور مولوی محمد احسن صاحب امروہوی کو بھی بلایا جو اپنی مشرقی کوٹھری میں بیٹھے ہوئے تھے قاضی اکمل صاحب بھی وہیں تھے۔ اتنے میں حضور نے فرمایا:-

ہمیں کسی کی موت سے خوشی نہیں ہوتی بلکہ خوشی ہمیں اس بات سے ہوتی ہے کہ میرے خدا کی بات پوری ہوئی۔ دیکھو چراغدین جمونی کی نسبت رسالہ دافع البلاء میں یہ الہام درج ہے۔

آپ نے الہام نکالا اور فرمایا:-

جس کو وہ الہام سمجھتا تھا وہ اصل میں جبینا تھے۔ فرمایا

جبینا کے معنے وہ روٹی کا خشک ٹکڑا ہوتا ہے۔ جو حلق سے مشکل سے اُترتا ہے

اور حلق میں خراش پیدا کر دیتا ہے۔

پھر آپنے وہ کارڈ پڑھ کر سنایا جس میں اس کی موت کی مفصل حالت درج تھی۔ اور وہ جموں میں طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ اور اس کے بچے بچالئے ہیں۔ آپ بار بار فرماتے تھے۔

دیکھو میرے خدا کی بات کیسی صفا طور پہ پوری ہوئی

اس کے بعد آپ اوپر تشریف لیگئے۔

(۳)

آتشین نشان

نشان ۱۹۷ مندرجہ تتمہ حقیقۃ الوحی حاشیہ پچیس دن یا پچیس دن تک یعنی ۷ر مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن یا چھبیس دن تک جو ۳۱ر مارچ ۱۹۰۷ء ہوتی ہے کوایک واقعہ ظاہر ہونیوالا ہے۔ یہ نشان نہایت صفائی کے ساتھ پچیس دن یعنی ۳۱ر مارچ ۱۹۰۷ء کو عصر کیوقت ایک تعجب انگیز ہولناک شعلہ آتش کی صورت میں بے شمار لوگوں نے شمال شرق کی طرف گرتا ہوا دیکھا۔ جو ہم نے اپنے قصبہ کے لوگوں کو دکھایا کہ دیکھو حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا نشان کس صفائی سے پورا ہوا اور حضرت اقدس کی خدمت میں لفافہ لکھ کر بھیجا۔ یا جو تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۳ پر نمبر ۲۱ میں میرا نام بطور شہادت درج ہے۔

(۴)

قادیان کے سفر کا ایک واقعہ
حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں سفر کی صعوبتیں

ایک دفعہ خاکسار۔ قاضی محمد اکمل صاحب اور چودھری غلام حیدر صاحب " جو نوالی حضرت اقدس کی خدمت میں آرہے تھے ہم بٹالہ کے سٹیشن پر گاڑی سے اترے۔ اس دن مفتی محمد صادق صاحب۔ مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور دیگر اصحاب لاہور سے قادیان آرہے تھے۔ قادیان کی طرف جو ٹمٹمیں آتی تھیں وہ تعداد میں دو تین ہوتی تھیں اور وہ ان بزرگوں نے پہلے ہی کرایہ پر لے لیں تھیں۔ ہمارے ساتھ مرزا علی الغنی جو کہ بعد میں عیسائی ہوگیا تھا۔ آملا۔ ہم چاروں نے ایک یکہ کرایہ پر لے لیا۔ اسکا تمام سامان نہایت عمدہ اور نیا تھا اور گھوڑا بھی بڑا زبردست اور تیز تھا۔ ہمارے ساتھی گھبرا تے تھے کہ ہم پیچھے رہ گئے۔ مگر یکہ بان نے دلاسا دیا۔ کہ میں تم سب کو سب سے پہلے قادیان پہنچاؤں گا۔ سب ٹمٹمیں روانہ ہو چکی تھیں اور ہم سب کے بعد میں روانہ ہوئے۔ جب یکہ شہر کی سڑک کے موڑ سے آگے گزرے تو مرزا علی الغنی کو یاد آیا کہ ان کے کچھ ضروری کاغذات گر گئے ہیں۔ غرض وہ اتر کر ڈھونڈنے گئے۔ تقریباً آدھ میل کے فاصلہ پر وہ کاغذات ملے ان کے واپس آنے تک ہم نے ان کا انتظار کیا۔ اور ان کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے۔ وڈالہ گرنتھیاں پہنچنے سے قبل ہی ہمنے ٹمٹموں کو جالیا اور ان سے آگے نکل گئے۔ یکہ بان نے ٹمٹموں والوں کو چیلنج دیا کہ تم لوگ کرایہ تو زیادہ لیتے ہو ذرا تیز چلا کر تو دکھاؤ۔ اس پر ٹمٹم والے اسکو گالیاں دیں۔ مگر ہم آگے نکل آئے۔ وڈالہ سے تھوڑی دور آگے آگے جہاں راستہ چٹیل تھا اور ریت وغیرہ نہیں تھی وہاں آکر یکہ یکدم اس طرح الٹ گیا کہ ہم اوپر سے گر گئے۔ یکہ کا تمام سامان ٹوٹ گیا اور یکہ بان کو بھی چوٹ آئی۔ مگر خدا کے فضل سے ہم سب بچ گئے صرف چودھری غلام حیدر صاحب کو معمولی سی بازو پر خراش آئی۔ عصر کیوقت ہم حضور کی خدمت میں

حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ راستہ میں ہمیں تو یہ واقعہ پیش آیا حضور نے ہنس کر فرمایا

بلکہ تو شیطان کا چرخہ ہوتا ہے۔ شکر ہے کہ خدا تعالےٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔

اس کے بعد آپنے لمبی دعا فرمائی۔

(۵)

خلافت ثانیہ کی مسیح موعودؑ سے نسبت

جب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی ان دنوں قاضی اکمل صاحب تو قادیان میں تھے اور میں اپنے گاؤں رہتا تھا۔ قاضی صاحب یہاں کے حالات لکھ کر روانہ کرتے تھے۔ قادیان کی ڈاک وہاں تیسرے روز پہنچتی تھی۔ کیونکہ ایک رات بٹالہ رہتی تھی اور دوسرے دن لاہور اور تیسرے دن پھر ہمارے گاؤں آجاتی تھی۔ گویا قادیان کا خط ہمیں تیسرے روز ملتا تھا۔ جس دن مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اسی دن مجھے مولوی محمد علی صاحب کا ٹریکٹ جو لاہور سے شائع کیا گیا تھا ملا۔ میں نے اس کو پڑھا۔ اس میں خلافت کے خلاف لکھا ہوا تھا۔ آخر میں مولوی محمد علی صاحب کا نام تھا اور دلائل وہی تھے جو پہلے رسالوں میں لکھے گئے تھے۔ مجھے مولوی صاحب کی وفات کا علم نہ تھا۔ خلافت کے خلاف مجھے کچھ تردد ہوا۔ رات کو میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے ؎

بسرش یادگارے می بینم

یہ مولوی نعمت اللہ صاحب کے قصیدہ کے شعر کا ایک مصرع ہے اور جو خلافت کے بارے میں تردد تھا وہ سب دور ہوگیا دوسرے دن ڈاک میں قاضی اکمل صاحب کا خط ملا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ وفات پا چکے ہیں۔ اور آپ کا جانشین حضرت میاں صاحب کو خلیفۃ المسیح ثانی متفقہ رائے سے منتخب کیا گیا میں نے اسی دن بیعت خلافت کا خط حضرت صاحب کے حضور لکھدیا کہ میری بیعت منظور فرمائی جاوے اور خاکسار کی استقامت کے لئے حضور دعا فرماویں۔

یہ مصرع کئی دن تک میری زبان پر جاری رہا اور مجھے یہ معلوم کر کے بیحد خوشی ہوئی کہ خدا تعالےٰ نے مجھے کس رنگ میں تسلی بخشی اور ایسے وقت میں جبکہ خلیفہ اول کی وفات کا کچھ علم بھی نہ تھا میری رہنمائی فرمائی کہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر لو۔

بقیہ روایات
حافظ محمد ابراہیم صاحب

(۱۳)

سید امیر علی شاہ کی خوابوں کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک صاحب سید امیر علی شاہ ہوتے تھے۔ وہ اکثر اپنی خوابیں اور الہام سنایا کرتے تھے۔ اور وہ مشن کے ملازم بھی تھے۔ ایک دن سید امیر علی شاہ صاحب کی عدم موجودگی میں کہ ان کا ذکر چھڑا۔ حضور فرمانے لگے کہ **سید امیر علی شاہ ہر روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں۔ ہر رات آپ کی زیارت ہوتی ہے**

اور ہنس کر فرمانے لگے:۔

سید امیر علی شاہ نے تکیہ پر سر رکھا نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے نہیں کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم مشن کی ملازمت چھوڑ دو۔

(۱۴)

رحمانی اور شیطانی خوابیں

اسی طرح ایک اور شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں تھا۔ وہ لدھیانہ کے ضلع کا باشندہ تھا۔ وہ یہاں قریباً دو تین سال رہا ہے۔ ایک دن حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے۔ تو اس نے آپکے کوٹ کا دامن پکڑ لیا اور کہنے لگا کہ حضور میرے الہام سن جاؤ۔ آپنے فرمایا **مجھے فرصت نہیں**۔ اس نے کہا کہ مجھے تو خدا کا حکم ہوا ہے کہ میں آپ کو اپنے الہام سناؤں۔ آپ نہیں سنتے تو آپ کی مرضی۔ آپ یہ سن کر بہت کر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ:۔

تمھیں کس طرح معلوم ہے کہ تمھارے الہامات رحمانی ہیں یا شیطانی جب تک ہر ایک قول کے ساتھ فعلی شہادت نہ ہو کسطرح معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ الہام رحمانی ہے۔

آپنے فرمایا کہ

الہام کئی قسم کا ہوتا ہے۔ بعض حدیث النفس ہوتی ہے۔ اور بعض الہامات ایسے ہوتے ہیں کہ وہ شیطانی آواز ہوتی ہے۔ انسان اس کو خدا کی آواز سمجھتا ہے

آپنے فرمایا کہ

یہ معاملہ بہت مشکل ہے۔ تم ایسے امتحان میں اپنے آپ کو نہ ڈالو۔

حضور اس کو چند نصائح فرما کر تشریف لے گئے اور وہ شخص ناراض ہو کر اسی دن چلا گیا۔ چند ماہ کے بعد سنا کہ وہ شخص طاعون سے ہلاک ہوگیا۔

(۱۵)

حضور کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نسبت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعض دفعہ خوابوں کی تعبیریں خود بیان فرمایا کرتے تھے۔ میں نے ایک دفعہ آپ کو اپنی ایک خواب سنائی۔ جس کا ایک حصہ یہ بھی ہے حضور علیہ السلام حج کو جا رہے ہیں۔ اور بہت سی جماعت آپکے ساتھ ہے۔ تمام لوگ ہوا پر پرواز کرتے

ہوئے جا رہے ہیں۔ میں بھی ساتھ ہوں - ایک مقام پر حضور علیہ السلام پہنچے ہیں - اور میرا نام لے کر فرماتے ہیں وہ بھی آئے ہیں؟ میں فوراً حاضر ہو کر عرض کرتا ہوں کہ حضور میں حاضر ہوں - آپ فرماتے ہیں کہ آج

میں موسیٰ بن گیا ہوں یہ خواب، خود میں نے حضرت اقدس کو سنائی - اور حضور سن کر بہت خوش ہوئے - اس خواب کے چند روز بعد حضور علیہ السلام خود بھی خواب دیکھتے ہیں کہ

میں موسیٰ ہوں اور بنی اسرائیل میرے ساتھ ہیں - اور فرعون نے ہمارا تعاقب کیا ہے اور ہم ایک دریا پر پہونچے ہیں۔ ہماری جماعت کہتی ہے انا لمدرکون ہم پکڑے گئے اور میں کہتا ہوں کلا معی ربی سیہدین - جس کا مطلب یہ ہے کہ ہرگز نہیں پکڑے جاؤ گے میرا رب میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھے رستہ دکھائے گا۔

اس کے بعد کرم الدین کا مقدمہ پیش آ گیا - ایک مجسٹریٹ آریہ خیال کا آپ کے متعلق سخت دشمنی کا اظہار کرتا تھا - ایک دن اس نے مصمم ارادہ کیا کہ آج میں مقدمہ کو خراب کر کے ضرور ہتھکڑی لگا دوں گا۔ مگر حضرت مسیح موعود اس کے مکر سے سلامت رہے - اور ڈاکٹری سرٹیفکیٹ داخل کر کے آپ آ گئے - اور آپ نے فرمایا کہ آج خدا نے ہمکو ایسے بچایا ہے جیسے کہ موسیٰ کو فرعون کے ہاتھ سے۔

(۱۶)

بعض الہامات فوری پورے ہو جاتے تھے

بہت سی کشوف اور رؤیا آپکی ایسی ہوتی تھیں - جو اسی دن یا چند ماہ یا سال دو سال کے اندر اندر پوری ہو جاتی تھیں چنانچہ آپنے ایک دفعہ فرمایا

مجھے الہام ہوا ہے کہ زلزلہ آئیگا اور آج بارش ہو گی۔

صبح کو آپنے اس الہام کا ذکر فرمایا اور اسی دن شام کو بارش ہوئی - پھر اس کے بعد آپ فرمانے لگے :-

انبیاء بنی اسرائیل کی روایات میں سے یہ ایک بات ملتی ہے کہ اگر کسی نبی یا رسول کو دو باتیں بتائی جائیں اور ان میں سے ایک پوری ہو جائے - تو دوسری یقیناً پوری ہو جایا کرتی ہے۔ سو یہ زلزلہ کے متعلق جو خبر بتائی گئی ہے - اس کا ایک حصہ تو پورا ہو گیا - دوسرا یقیناً پورا ہو گا۔

(۱۷)

حضور اپنے دوستوں سے ملکر خوش ہوتے

حضور اپنے دوستوں سے ملکر بہت خوش ہوا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ :-

جلدی جلدی آنا چاہیئے اور دیر تک ٹھہرنا چاہیئے - یہ زمانہ پھر نہیں آئے گا۔

(۱۸)

حضرت خلیفہ اولؓ سے شدید تعلق کا اظہار

آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی اور نہایت ہی گہرا تعلق تھا۔ گویا آپ مولوی صاحب کو اپنا ایک جزو بدن سمجھتے تھے - ایک دفعہ ایک رئیس نے حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت اجازت طلب کی کہ آپ ان کو اجازت دیں تاکہ آپ میرے علاج کے لئے چند روز میرے پاس ٹھہریں - اور میں ستر روپیہ روزانہ کے حساب سے آپ کو دوں گا۔ وہ غالباً راولپنڈی کے ضلع کا رئیس تھا - اور یہ بات گرمیوں کے موسم کی تھی - اور حضور علیہ السلام شہ نشین پر بیٹھے تھے - جب اس نے عرض کیا تو آپنے فرمایا :-

"اگر میں نور الدینؓ کو حکم دوں کہ تو پانی میں چلا جا - تو وہ پانی میں جانے کے لئے تیار ہے اگر میں اسکو کہوں کہ آگ میں داخل ہو جا - تو وہ میرے حکم سے آگ میں جانے کو بھی تیار ہے وہ کسی طرح بھی میرے حکم سے انکار نہیں کر سکتا - مگر میں اس کو اپنے سے علیحدہ کرنا نہیں چاہتا میں خود بیمار رہتا ہوں اور میرے ضعیفی کے دن ہیں - اور مجھے ان کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے - اسلئے میں ان کو بھیجنا پسند نہیں کرتا۔"

(۱۹)

"انظرنی الیٰ یوم یبعثون" کے معانی

قرآن کریم کی بعض آیات کے بعض دفعہ حضور علیہ السلام عجیب عجیب غریب معنی فرمایا کرتے تھے جو جناب الٰہی کے القاء اور وحی کے فہم کے مطابق ہوتے تھے - چنانچہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام دن کو نو یا دس بجے کے قریب تشریف لائے - حضرت مولوی صاحب کو بھی بلوایا۔ اور بھی کچھ دوست پاس بیٹھے ہوئے تھے حضور نے ذکر فرمایا کہ اس آیت شریف کے متعلق جو قرآن شریف میں آئی ہے اور شیطان کی طرف سے دعا کے رنگ میں ہے انظرنی الیٰ یوم یبعثون

اس بعثت سے مراد قیامت کی بعثت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ بعثت مراد لی جائے تو پھر اسکے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ جسوقت خلقت اُٹھیگی اُسوقت شیطان مریگا یہ معنی کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتے کہ خلقت کے اُٹھنے کے وقت شیطان مرے۔ کیونکہ وہ جزا سزا کا وقت ہے اور قرآن شریف کی دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان بطور گواہ کے پیش ہو گا اور اس کو کہا جائیگا کہ کیا تو نے ان کو بہکایا ہے؟ تو وہ انکار کریگا۔ غرضیکہ بہت سی آیات قرآن کریم کے یہ مضمون مخالف پڑتا ہے۔ صحیح معنی اسکے یہ ہیں بعثت سے مراد وہ بعثت ہے جس میں انسان کامل اپنے مولیٰ سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ یا مولیٰ کا تعلق اس سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اسوقت شیطان کی کوشش عبث ہو جاتی ہے - اور اسوقت اس کا شیطان مر جاتا ہے - اور اگر اس بعثت سے یہ مراد لیا جائے کہ قیامت کے دن جب مخلوق اُٹھیگی تب شیطان مریگا۔ تو پھر آسمان و زمین فنا ہو جائینگے تو شیطان کس کونے میں گھس جائیگا کہ وہ فنا سے بچ جائیگا۔ بعثت سے یہی مراد ہے کہ انسان کامل جسوقت خدا سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ اور اپنا اثر دوسرے نفوس پر بھی ڈالتا ہے تو اسوقت شیطان کی کوشش مر جاتی ہے - ایک طرح سے شیطان ہی مر جاتا ہے۔ اگلی آیات میں ذکر ہے کہ شیطان کے اوپر یوم الدین تک لعنت اور پھر الی وقت المعلوم بھی فرمایا ہے ان سب کے الگ الگ معنی ہیں الیٰ یوم الدین الگ ہے یوم یبعثون الگ ہے۔ وقت المعلوم الگ چیز ہے۔ اس کو جناب الٰہی نے اپنے ہی علم میں رکھا ہے - اگر کہو یوم یبعثون تک شیطان کو مہلت ملی ہے - خدا نے اس کی دعا قبول کر لی تب وہ مستجاب الدعوات ثابت ہوتا ہے اسکو شیطان اور لعنتی کہنا کیا معنی رکھتا ہے - اس نے دعا کی کہ یوم یبعثون تک مجھے مہلت ملے جواب میں فرمایا ہے الی وقت المعلوم ایک وقت معلوم تک مہلت ہے۔ اس کو جناب الٰہی نے اپنے علم میں رکھا ہے - اسکا علم نہ شیطان کو دیا ہے اور نہ کسی اور انسان کو اس واسطے ہر ایک شخص کا وقت معلوم الگ ہوتا ہے۔ ہر ایک کی بعثت بھی الگ الگ ہوتی ہے کسی کی ۸۰ برس کسی کی ۴۰ سال کسی کی ۵۰ برس تک ہر ایک کے لئے جدا جدا وقت ہوتا ہے اور اسوقت اس کی بعثت ہوتی ہے - اسوقت کے بعد شیطان کا بکلی زائل کر دیا جاتا ہے - ایک طرح سے اس کا شیطان مر جاتا ہے۔

غرضیکہ آپ کے معانی میں نہایت لطائف و نکات ہوتے تھے اور دوسرا انسان بغیر صاحب وحی ہونے کے ان باتوں پر اطلاع نہیں پا سکتا۔

قادیان میں سیاسی انجمن کا قیام

عہدہ داران کا انتخاب - مقررین احمدیت کی زبردست تقریریں!

احراریوں کی بدزبانی اور گندے لٹریچر کے خلاف اظہار نفرت، جوش و خروش کا منظر حضرہ!

۲۲ جنوری ۱۹۳۵ء کو بعد نماز عصر جماعت احمدیہ قادیان کا ایک غیر معمولی اجلاس میدان ریتی چھلہ میں ہوا۔ ہر طرف سے احباب بڑی کثرت سے جوق در جوق آرہے تھے ٹھیک وقت مقررہ پر جلسہ کی کارروائی شروع کر دی گئی۔ مولوی غلام مجتبیٰ صاحب پنشنر نے جو لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے پریذیڈنٹ ہیں جلسہ کی کارروائی کا افتتاح اس اجازت نامہ سے کیا جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے سیاسی انجمن کی تشکیل کے لئے مرحمت فرمایا

اس اجازت نامہ کے سنانے کے بعد مولوی غلام مجتبیٰ صاحب نے حضور کی مقرر کردہ شرط کے ماتحت کہ گورنمنٹ پنشنر اس میں حصہ نہ لیں۔ اس جلسہ کی صدارت جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر اخبار فاروق کو تفویض کی۔

جناب میر صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے مجلس سیاسی کے لئے صدر اور سکرٹری اور فنانشل سکرٹری کے انتخاب کی پبلک کو اجازت دی جس پر بالاتفاق حسب ذیل عہدہ دار منتخب ہوئے۔

صدارت کے لئے صوفی عبد القدیر صاحب بی۔ اے سابق مبلغ لندن۔

مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل سکرٹری۔

منشی محمد الدین صاحب فنانشل سکیرٹری

بلاشبہ یہ انتخاب بہت مفید ہے۔ صوفی صاحب صرف ایک گریجویٹ ہیں۔ بلکہ انگلستان میں رہ کر انگلستان کی سیاست کو سمجھنے اور جاننے کی قابلیت پیدا کر چکے ہیں۔

مولوی قمر الدین صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے ساتھ میں ایک لمبا عرصہ رہ کر بہت بڑی ٹریننگ اور احمدیہ سیاست پر عبور حاصل کر چکے ہیں

اسیطرح منشی محمد الدین صاحب نے متعدد انجمنوں میں فنانشل سکرٹری کے عہدے پر رہ کر بہترین خدمات انجام دی ہیں۔ وہ جوان ہمتی سے کام لینے والے بزرگ ہیں۔ جس کام کے پیچھے پڑ جائیں اُسے کر کے چھوڑتے ہیں۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ انتخاب ہر طرح سے مفید اور مناسب عمل میں آیا ہے

انتخاب عمل میں آنے کے بعد جناب صدر نے کرسی صدارت کو صوفی عبد القدیر صاحب کے سپرد کر کے کام کا افتتاح کر دیا اس موقع پر صاحب صدر نے حسب ذیل تقریر کی :-

"سلسلہ کا جو کام بھی کسی کو کسی وقت کرنے کا میسر آئے اُسے باعث فخر اور اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھنا چاہیئے چونکہ آپ لوگوں نے انجمن سیاسی کی صدارت کے لئے مجھے تجویز کیا ہے۔ اسلئے میں جہاں آپ صاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ وہاں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میں کوئی ایسا کام نہ کروں جو سلسلہ پر حرف لانے والا ہو۔ اسی طرح میں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ میں کوئی ایسا کام کرنے سے معذور نہ رہوں جو سلسلہ کے مفاد کے لئے ضروری اور مفید ہو میں اُمید کرتا ہوں کہ احباب اس کام کے متعلق فرائض کی سرانجام دہی کے لئے میری امداد فرما کر مجھے ممنون فرماتے رہینگے۔

جیسا کہ گذشتہ جلسہ میں بیان کیا گیا تھا کہ احراریوں نے ہمارے سالانہ جلسے کے موقعہ پر ان دنوں جبکہ جماعت احمدیہ کے ہزاروں افراد اپنے مقدس مرکز میں اکٹھا ہوئے تھے نہایت ہی گندہ اور اشتعال انگیز لٹریچر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف شائع کیا اور اسے سر بازار بچوں۔ بوڑھوں۔ مردوں اور عورتوں تک میں تقسیم کیا۔ احراریوں کا اپنا بیان ہے کہ انھوں نے بیس ہزار کی تعداد میں اپنے ٹریکٹ تقسیم کئے۔ ان ٹریکٹوں میں جس قدر گند اچھالا گیا۔ جس قدر بدزبانی اور اشتعال انگیزی سے کام لیا گیا اور جس درجہ کمینگی اور شرارت کو حد انتہا تک پہنچا دیا گیا۔ اس کے متعلق مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل تقریر کریں گے "

مولوی عبد الغفور صاحب کی تقریر

مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ " دنیا میں انبیاء اسوقت مبعوث ہوتے ہیں جب ظلمت انتہا کو پہنچ جائے۔ خباثت کا عروج ہو اور گمراہی و ضلالت دنیا کا چاروں طرف احاطہ کئے ہوئے ہو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ما کنت بدعًا من الرسل یعنی تو لوگوں سے کہدے کہ میں کوئی انوکھا رسول نہیں۔ مجھ سے پہلے ہزاروں انبیاءؑ آئے جس طرح ان کی صداقت کا تم نے امتحان کیا۔ اسیطرح میری صداقت کا امتحان کر لو۔ اور انبیاء کی صداقت کا بڑا معیار یہی ہوتا ہے کہ دنیا اپنی حالت سے اسوقت ظاہر کر رہی ہوتی ہے کہ وہ گندی اور ناپاک ہو گئی ہے۔ موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوتے تو دنیا نے اسی طرح اپنی ناپاکی کا مظاہرہ کیا جس طرح وہ انبیاء اور مرسلین کے مقابلہ میں ہمیشہ کرتی آئی ہے۔ ان گندہ فطرت اور سفلہ طبع لوگوں میں احراری بھی ہیں جو جماعت احمدیہ کی دن رات مخالفت کر رہے ہیں اور اسقدر اشتعال انگیز حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں کہ صبر ہاتھوں سے نکلا جا رہا ہے۔ ہم نے ایک عرصہ تک ان کی شرارتوں پر صبر کیا۔ ان کی بدزبانیوں سے درگزر کیا۔ اور ان کی بکواس کو پبلک کے سامنے لانے سے احتراز کیا۔ مگر انھوں نے ہماری شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور یہ سمجھنے لگ گئے کہ گویا ہمارے اندر غیرت نہیں اور ہمیں ان کی گالیوں سے تکلیف نہیں ہوتی۔ حالانکہ کونسا شخص ہے جسے گالی بری نہیں لگتی۔ کون ہے جس کے جان و دل سے پیارے امام و مطاع کو برا بھلا کہا جائے وہ صبر اور چین سے برداشت کرتا چلا جائے یہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہی ہیں کہ ہم خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتے ہیں۔ ہماری مثال اسوقت ایسی ہی ہے جیسے سرکس میں شیر اور بکری کو یکجا رکھا جاتا ہے۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ شیر شیر ہی ہوتا ہے اور بکری بکری۔ مگر سرکس والے کا ہنٹر ایسی چیز ہے جو شیر کو بکری پر حملہ کرنے سے روکے ہوتے ہوتا ہے۔ اور شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلواتا ہے۔ مگر سرکس میں شیر اور بکری کو یکجا دیکھ کر کوئی یہ سمجھ لے کہ یہ شیر شیر نہیں۔ تو وہ نادان ہوگا۔ سرکس والے کا ہنٹر ہٹا کر کھلے میدان میں انھیں لاؤ تو پتہ لگ جائیگا کہ کون شیر اور کون بکری ہے۔ اسیطرح کیا ہم یہ نہیں جانتے کہ ان احراریوں کی حیثیت کیا ہے؟ کیا ہمیں معلوم نہیں کہ ان کی گالیاں ہمیں کتنی بری لگتی ہیں۔ مگر ہمارے پیارے امام کی ہدایات ہیں جو ہمارے ہاتھوں کو باندھے ہوئے ہیں۔ اس کی مثال ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ میں " نظر آتی ہے مکی زندگی میں انپر شدائد و مصائب کے پہاڑ گرائے گئے مگر انھوں نے اُف نہ کی ان کے سامنے انکے عزیزوں کو مارا گیا۔ ان کے پیاروں کی ہتک کی گئی ان کا بائیکاٹ کیا گیا۔ انھیں گالی گلوچ اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات انھیں کفار کا مقابلہ کرنے سے باز رکھتیں اور مشرکین یہ سمجھنے لگ گئے کہ مسلمان بزدل ہیں ان کے اندر تاب و طاقت نہیں۔ لیکن وہی مسلمان جب مدینہ پہونچے اور خدا نے اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا کہہ کر اجازت دی کہ کفار کا مقابلہ کیا جائے تو وہی صحابہ جنھوں نے سالہا سال کفار کے مظالم برداشت کئے۔ شیر ببر کی طرح نکلے اور بے سرو سامان نہتہ ہو کر باسامان اور کثیر التعداد دشمن پر غالب آئے اور انھیں مولی گاجر کی طرح کاٹ کر رکھ دیا

اسی طرح آج ہماری حالت ہے۔ شاید گورنمنٹ یہ سمجھتی ہو کہ اس کا دبدبہ اور رعب ہمیں روکے ہوئے ہے۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات چلنے نہیں دیتیں حالانکہ اتنے گندے اتنے بیہودہ اتنے شرمناک اور اتنے مغلظات سے پر ٹریکٹ شائع کئے گئے ہیں جنھیں کوئی احمدی ایک منٹ کے لیئے بھی سننا برداشت نہیں کر سکتا۔ کھلے بندوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ناپاک الفاظ لکھے جاتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کا کوئی قانون حرکت میں نہیں آتا۔ ہم گورنمنٹ کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ غور کرے اس کے حکام کیوں سوئے ہوئے ہیں۔ اور کیوں اس قسم کی حرکات اپنے سامنے کرا رہے ہیں۔ کیا اس کی وجہ وہی تو نہیں جو ہماری طرف سے بیان کی جاتی ہے کہ حکومت کے بعض ارکان احراریوں سے مل کر قادیان میں فساد کرانے کی سازش کر رہے ہیں"۔ بعد ازاں مولوی صاحب موصوف نے احراریوں کے نمائندے مقیم قادیان مولوی عنایت اللہ کے وہ اشتعال انگیز الفاظ پڑھ کر سنائے جن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اس قسم کے ناپاک الفاظ استعمال کئے گئے ہیں کہ خدا کا مرزا صاحب سے بدفعلی کرنا وغیرہ۔ جب یہ ناپاک اور گندے الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف پڑھ کر سنائے گئے تو لوگ تڑپ اٹھے اور اتنا جوش و خروش پھیل گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پر امن تعلیم مدنظر نہ ہوتی تو بالکل قرین قیاس تھا کہ لوگ جوش میں آپے سے نکل جاتے۔ ہر احمدی کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اور وہ اپنی مظلومیت اور مخالفت کی کھلی کھلی دشنام دہی کو دیکھ کر احکم الحاکمین کی بارگاہ میں آہ و زاری کر رہا تھا۔ بعض آوازیں اٹھیں کہ ہمارے لئے ان الفاظ کا سننا ناممکن ہے۔ خدا کے لئے ایسے ناپاک الفاظ نہ سنائے جائیں۔ مگر جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم اے نے نہایت جوش سے فرمایا کہ یہ گندے الفاظ ضرور سنائے جائیں گے اور بتایا جائے گا کہ احراریوں نے ہمیں اپنی بدزبانی سے کسقدر دکھ دیا ہے۔ صاحب صدر صوفی عبد القدیر صاحب نے بھی فرمایا کہ ہم نے اسوقت تک اس معاملہ کو پبلک میں لانا

مناسب نہ سمجھتا تھا تاکہ جماعت میں جوش نہ پیدا ہو۔ اور ہم اس انتظار میں متوقع تھے کہ گورنمنٹ اس ظلم کا انسداد کریگی۔ جو ہم پر روا رکھا جا رہا ہے۔ ہم نے مختلف حکام کو یہ ٹریکٹ بھیجے اور اس انتظار میں رہے کہ شاید حکومت کی مشینری میں حرکت آئے۔ مگر چونکہ ابتک گورنمنٹ خاموش ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ آپ لوگوں کو وہ گندے اور ناپاک الفاظ سنائے جائیں جو احراری لکھتے اور بکتے ہیں تاکہ پتہ لگے کہ قادیان میں بیٹھ کر ہمارے سامنے ہمارے مخالف کسقدر کمینہ حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

جناب میر قاسم علی صاحب کی تقریر

مولوی صاحب کے بعد جناب میر قاسم علی صاحب سٹیج پر آئے اور فرمایا۔ احراری لٹریچر جو ہمارے خلاف شائع کیا جاتا ہے اتنا گندہ ہے کہ اب آب سر گذشت والا معاملہ ہو گیا ہے۔ ہم نے پورے زور کے ساتھ گورنمنٹ تک اپنی آواز پہنچانی چاہی۔ اخباروں میں لکھا۔ تقریروں میں بیان کیا۔ ریزولیوشنز پاس کئے مگر ارباب حکومت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ کسقدر ظلم ہے کہ آج گورنمنٹ احرار کی حمایت پر تلی ہوئی ہے۔ حالانکہ سب سے زیادہ بدامن اور گورنمنٹ کے دشمن اگر ہیں تو احراری ہی ہیں۔ احرار کا جب یہاں جلسہ ہوا تو اسوقت حکومت کے متعین افسروں نے ہمیں اپنے لٹریچر کی اشاعت سے روک دیا تھا۔ مگر اسی حکومت کے افسروں کے سامنے ہمارے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر گندے سے گندے ٹریکٹ احراریوں کی طرف سے شائع کئے گئے۔ اور ہم نے احتجاج کیا تو انھوں نے کہدیا کہ ہمارے ہاں کوئی قانون نہیں جس کی رو سے ہم کسی کو اپنے لٹریچر کی اشاعت سے روک سکیں۔ یہ گورنمنٹ کا وہ انصاف ہے جو ہمارے ساتھ روا رکھا جا رہا ہے۔ ہمارے قلوب کو چھلنی کیا جاتا ہے۔ ہمارے سینوں کو بدزبانی کے تیروں سے چھیدا جاتا ہے۔ ہمارے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا اور ہمارے صبر و قرار کو چھینا جاتا ہے۔ مگر گورنمنٹ کے کان ایسے بہرے ہیں کہ وہ کوئی توجہ نہیں کرتی۔ پھر غضب یہ کہ جن کے سروں پر بلا عنایت اللہ یہاں بیٹھ کر سلسلہ احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کے خلاف دن رات بکواس کرتا رہتا ہے۔ وہ وہی ہیں جن کے گھروں میں فاقے تھے۔ مگر آپ لوگوں کی وجہ سے ان کو کھانے کو ملا وہ آپ لوگوں کا نمک کھاتے رہے ہیں۔ مگر اسقدر نمک حرام ہیں کہ ہمارے گھروں سے کھا کھا کر اب وہ ہمارے دشمنوں کی امداد کر رہے ہیں جس قدر گندی گالیاں ہمیں دیجاتی ہیں وہ ایسی دلخراش اور جگر پاش ہیں کہ ہمارے گھروں کو لوٹا جانا۔ ہماری جانوں کا نکالا جانا ہمارے سامنے ہمارے بچوں اور بیویوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جانا قابل برداشت ہے۔ مگر یہ قطعی ناقابل برداشت ہے کہ ہمارے پیارے مسیح و مہدی اور خدا کے نبی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف نہایت بے حیائی اور ڈھٹائی سے بدزبانی کی جائے۔ اشتہاروں میں لکھا جاتا ہے کہ مرزا نعوذ باللہ فاحشہ عورت تھا۔ اور یہ بے حیائی اس مقدس انسان کی ذات کے خلاف کی جاتی ہے جو لاکھوں کا امام ہے جو قادیان کا مالک اور یہاں کا رئیس ہے۔ اور جسے نہ صرف اپنوں میں بلکہ غیروں میں بھی عزت و عظمت حاصل ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس کے ذمہ وار بعض سرکاری حکام ہیں بلکہ خود پولیس یہ سب کچھ کرا رہی ہے۔ اور ہمارے لئے یہ حالت ناقابل برداشت ہوتی جا رہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ حکومت پنجاب کے سامنے آخری مرتبہ یہ صورت حالات کھول کر رکھدیں اور اسے کہدیں کہ وہ دس دن کے اندر اندر اس ظلم عظیم کا ازالہ کرے ورنہ پھر صورت حالات پر مزید غور کر کے اپنی حفاظت کے لئے ہم خود کوئی راہ تجویز کرنے پر مجبور ہوں گے۔

جناب مولوی عبد المغنی خانصاحب کا پیش کردہ ریزولیوشن

جناب میر قاسم علی صاحب کے بعد جناب مولوی عبد المغنی خان صاحب نے ایک مختصر تقریر فرمائی جس میں احراریوں کی حرکات اور پولیس کے رویہ کا ذکر کرنے کے بعد حسب ذیل ریزولیوشن پیش کیا:-

"ہم نہایت ادب سے نواب گورنر صاحب بہادر صوبہ پنجاب کی خدمت میں وہ ٹریکٹ پیش کرتے ہیں۔ جس نے ہمارے مذہبی جذبات کا ایسا خون کیا ہے کہ کوئی دنیاوی حکومت اپنے قتل عام سے کسی قوم کے جذبات کا ایسا خون نہیں کر سکتی۔ مذہبی احترام اور عزت کے قیام کے لئے مذہب کے فدائی جسمانی خونریزی کا خوشی کے ساتھ خیر مقدم کرتے رہے ہیں۔ اور مذاہب کی عظمت کو برقرار رکھنے کیلئے اپنی زندگی کی قربانی کو بہترین انعام سمجھتے رہے ہیں۔ لیکن ہم اپنے مذہب کے اصول کے ماتحت چونکہ گورنمنٹ کے وفادار رہنے کے بھی پابند ہیں۔ اسلئے ہم پر وہ ظلم ہو رہا ہے جو کسی باغیرت مذہبی قوم نے آجتک نہ دیکھا نہ برداشت کیا ہوگا۔ وہ ظلم یہ ہے کہ ہماری آنکھوں کے سامنے۔ ہمارے مجمعوں میں مردوں اور عورتوں کو ان کے مقدس بانی مذہب کے خلاف ایسے فحش اور گندے الزامات سے بھرے ہوئے ٹریکٹ گزشتہ جلسہ سالانہ پر دیئے جاتے رہے ہیں جن کو دنیا میں کوئی باغیرت انسان اپنے کسی بزرگ کی نسبت برداشت نہیں کر سکتا۔ جلسہ سالانہ کو ہوئے قریباً ایک ماہ کا عرصہ گذر ہو چکا ہے۔ اور یہ ٹریکٹ ان حکام کو پیش کئے جا چکے ہیں جو فساد اور رعایا کے جذبات کو ظالم کی زد سے بچانے کے لئے یہاں گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہو کر آئے ہوئے تھے۔ لیکن گورنمنٹ کی طرف سے اب تک ان ٹریکٹوں کے لکھنے والے کے خلاف کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ گویا کہ گورنمنٹ کے حکام کی رائے میں کوئی ناجائز اور قابل گرفت فعل ہی نہ تھا۔ اور یا یہ کہ احمدی جماعت اور اس کے افراد کے جذبات مذہبی کی کوئی وقعت ہی نہیں ہے۔ یہ نتائج گورنمنٹ کے حکام کے موجودہ طرز عمل سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ مگر ہم یہ سمجھ کر کہ ممکن ہے کہ یہ ٹریکٹ اب تک گورنمنٹ عالیہ کے اعلیٰ حکام کے پاس اپنی اصلی صورت میں نہیں پہنچا ہے۔ اس ٹریکٹ کا ترجمہ کر کے نواب گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں بھیجواتے ہیں۔ تاکہ ہمارا یہ شک دور ہو جائے کہ ایسا تو نہیں ہے کہ بغیر اطلاع گورنمنٹ یہ ٹریکٹ شائع ہو رہا ہے۔ اس کا ترجمہ بھیج کر دس روزہ انتظار کے پھر جلسہ کریں تا اسوقت گورنمنٹ کا جواب جماعت کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور گورنمنٹ کا جواب نہ آئے تو پھر مزید غور کیا جائے۔"

یہ ریزولیوشن اتفاق رائے سے پاس ہوا۔

جناب چوہدری فتح محمد صاحب کا پیش کردہ ریزولیوشن

پھر جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے نے فرمایا:-

"میری تجویز یہ ہے کہ احراریوں کا یہ گندہ اور اشتعال انگیز لٹریچر اخبار الفضل میں شائع کر دیا جائے۔ تاکہ آئندہ آنیوالی نسلیں اندازہ لگا سکیں کہ ہمارے مخالف کسقدر گندے اور کمینہ فطرت تھے اور انھوں نے ہمیں کتنا دکھ دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ جب سالہا سال کے ظلم و ستم سہنے کے بعد تلوار اٹھانے لگے۔ اور کفار کی جڑیں کاٹ کر رکھدیں۔ تو لوگ کفار کے مظالم بھول گئے اور انھوں نے مسلمانوں پر یہ اعتراض کرنا شروع کر دیا کہ انھوں نے تلوار کے زور سے اپنا مذہب پھیلایا۔ اسی طرح اب ہمیں کہا جاتا ہے کہ تم مسلمانوں کو کافر کہتے ہو۔ حالانکہ فتوے تکفیر سب سے پہلے ہم پر مولوی محمد حسین بٹالوی اور ہندوستان کے علماء نے لگایا۔ لیکن وہ اب اپنی باتیں کو بھول چکے ہیں۔ اسی طرح ممکن ہے کچھ عرصہ بعد ان لوگوں کو اپنی یہ شرارتیں بھول جائیں۔ اور کہنے لگ جائیں کہ احمدیوں نے زیادتی کی۔ اسلئے میری تجویز ہے کہ اخبار الفضل میں انھیں شائع کر کے آنیوالے لوگوں کے لئے احراریوں کا یہ لٹریچر محفوظ کر دیا جائے۔"

تمام مجمع نے اس تجویز سے بھی اتفاق ظاہر کیا۔

پبلک کو جب اس گندہ لٹریچر کی حقیقت معلوم ہوئی تو سخت جوش اور ہیجان پیدا ہو گیا۔ ہر طرح سے اسے گندہ لٹریچر اور اس کے شائع کرنے والوں کے خلاف نفرت کا اظہار کیا گیا۔ اور پبلک اسوقت اس نفرت کا اظہار کرتی ہوئی پرجوش مظاہرہ کے ساتھ اپنے محلوں کی طرف چلی گئی

مجھے کامل یقین ہے کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح کی تلقین اور حکم صبر کی وجہ سے پبلک بے بس نہ ہوتی تو ایسے گندے لٹریچر کو سنکر نہ معلوم کیا ہوتا۔ اس جلسہ کے حالات کو پیش کرتے ہوئے ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ایسے گندے لٹریچر کو ضبط کر کے اس کے لکھنے والوں پر فحش گوئی۔ منافرت پھیلانے۔ مذہبی پیشواؤں کی عزت و احترام کو بگاڑنے کے مقدمات چلا کر قادیان میں امن کی فضا پیدا کرے۔

ورنہ

اندیشہ ہو سکتا ہے کہ کوئی زخم خوردہ کنٹرول سے باہر نکل کر کوئی خلاف توقع بات نہ کر دے

اس لیئے عقلمندی۔ دانائی اور صحیح تدبر یہی ہے کہ مجرم کو جلد سے جلد اس کی کیفر کردار کو پہنچایا جائے۔

نیشنل لیگ کا قیام

صوفی عبد القدیر صاحب بی۔ اے کی باطل شکن تقریر

پولیس رپورٹر کی غلط بیانی اور احرار کے گمراہ کن پروپیگنڈے کی دھجیاں اڑادی گئیں!

۷ار جنوری کی شام کو سیاسی انجمن کا دوسرا جلسہ میدان ریتی چھلہ میں ہوا۔ صدر جلسہ نے ایک لطیف اور لمبی تقریر کی۔ انھوں نے اپنے تعاون کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا نیز تبلایا کہ آیندہ سیاسی انجمن کی بجائے اس انجمن کا نام "نیشنل لیگ" ہوگا۔ اس نیشنل لیگ کے قواعد و ضوابط بھی آپنے پڑھ کر سنائے جو حسب ذیل ہیں:-

(۱) اس کا نام نیشنل لیگ ہوگا (۲) اس میں ہر مذہب و ملت کے لوگ جو اس کے اصول سے متفق ہوں شامل ہو سکتے ہیں (۳) یہ لیگ اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ ہندوستان میں سیاسی اصلاحات کی ضرورت ہے اور اس بارہ میں وہ ملک کی ہر سیاسی انجمن کی جو ملک کی صحیح خدمت کر رہی ہوگی اپنے اصول کے مطابق تائید کرے گی۔ لیکن اس کا سب سے بڑا کام رائج الوقت قانون کے صحیح صحیح نفاذ کا خیال رکھنا ہوگا۔ کیونکہ اس لیگ کے نزدیک قانون کا صحیح استعمال قانون کی اصلاح سے کم ضروری نہیں ہے۔

(۴) یہ لیگ اس امر کا خیال رکھے گی کہ رعایا اور حکام کے تعلقات اور ہندوستان کے مختلف فرقوں کے باہمی تعلقات اخلاق کی بنا پر قائم ہوں اور جو بھی بد اخلاقی دیکھی جائے خواہ حکام و رعایا کے

خلاف کریں۔ خواہ رعایا حکام کے خلاف یا رعایا کے دو حصے ایک دوسرے کے خلاف کریں۔ یہ لیگ اسے اس کی غلطی کی طرف توجہ دلائے گی۔ اور ہر کوشش اسکی اصلاح کی کریگی (۵) یہ لیگ یقین رکھتی ہے کہ جب تک حکام اور رعایا کے تعلقات صحیح اصول پر قائم نہ ہونگے ہندوستان ترقی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اخلاق کی کمزوری بزدلی پیدا کرتی ہے اور بزدل قومیں ترقی نہیں کیا کرتیں۔ پس یہ لیگ تمام سیاسی اور تمدنی انجمنوں کو اس اہم اصلاح کی طرف توجہ دلاتی رہے گی۔ اور جو بھی اس کی طرف تعاون کا ہاتھ بڑھائے گا اس سے ملکر کام کرنے کے لئے تیار رہے گی (۶) اس لیگ کے ہر ممبر کا فرض ہو گا کہ قانون کی پوری طرح پابندی کرے اور قانون کی حدود کے اندر رہتے ہوئے سب کام کرے۔ اس لیگ کے بانی یقین رکھتے ہیں کہ قانون کی پابندی کرتے ہوئے بھی ہم ملک کو ترقی کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے یہ لیگ ان انجمنوں کے ساتھ بھی جو اصول میں اس لیگ سے متفق نہ ہوں ان کاموں میں جو ملک کے لئے مفید ہوں۔ اس حد تک کہ قانون اس کی اجازت دیتا ہو تعاون کرنے کے لئے تیار رہے گی۔ کیونکہ جن کاموں میں دونوں کا اتحاد ہو ان میں اپنے اصول کے مطابق کام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے انہی اصول کے مطابق یہ لیگ سرکاری محکموں کے ساتھ بھی تعاون کرے گی۔ جیسے کہ مثلاً جوڈیشری کی اصلاح جسکا چیف جسٹس صاحب نے اعلان کیا ہے (۷) چونکہ یہ لیگ سیاسی کاموں میں اصلاح اخلاق کو ضروری قرار دیتی ہے اس لئے اس کا فرض ہو گا کہ اپنے ریزولیوشنوں اور کاموں میں اخلاقی اصول کی پابندی کو ضروری قرار دے۔ (۸) چونکہ ہندوستان میں خصوصاً اور کل دنیا میں عموماً قوموں کی منافرت اور اختلاف کا بڑا باعث یہ ہے کہ بعض نادان لوگ ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کی ہتک کرتے ہیں اسلئے ملک میں صلح اور محبت پیدا کرنے کی غرض سے یہ لیگ اس امر کے خلاف پوری جدوجہد کرے گی اور دوسری سیاسی، تمدنی اور مذہبی انجمنوں کے ساتھ مل کر اس مرض کو دور کرنے کے لئے ہر ممکن ذریعہ اختیار کرے گی"۔

اس کے بعد صوفی صاحب نے اخلاق کے اعلیٰ رکھنے کے متعلق تلقین کی اور بتلایا کہ اگر آپ لوگوں نے میرے ساتھ پورا تعاون کیا تو انشاء اللہ میں آپ کو بتلاؤں گا کہ کس طرح قانون کے اندر رہ کر اپنے حقوق ہم لے سکتے ہیں۔ سب طرف سے آوازیں آئیں کہ ہم تعاون کرینگے۔ ہم تعاون کرینگے۔

اس تقریب پر ان تمام غلط بیانیوں کی پبلک نے بیانگ بلند تردید کی جو احرار کے کیمپ میں ہمارے پہلے جلسے کے متعلق پھیلائی گئیں۔ پبلک نے بڑے جوش سے ان جھوٹوں کی تردید کی ہزاروں آدمیوں کے مجمع کی آواز آسمان تک پہنچتی تھی۔ ہمکو افسوس ہے کہ پولیس کے رپورٹر نے گذشتہ جلسہ کی رپورٹ لکھتے ہوئے ایک ایسی غلط بیانی کا ارتکاب کیا ہے۔ جس کی مثال نہیں ملتی اس نے لکھا کہ جلسہ میں ڈپٹی کمشنر گورداسپور کو حرامزادہ کہا گیا۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ پبلک نے ہر طرف سے لعنت اللہ علی الکاذبین کے نعرے لگائے احسان اور زمیندار اخبار نے جو جھوٹے پروپیگنڈہ اپنے اخبارات میں کیا تھا۔ پبلک نے متفقہ آواز سے ان کی دھجیاں اڑادیں۔ جلسہ شام کو بخیر و خوبی ختم ہو گیا۔ اور پبلک با امن طریق سے اپنے اپنے مکانوں کو چلی گئی۔

رباعی

ادھر ہم ہیں کہ اُن کے مونس و غمخوار بیٹھے ہیں
اُدھر وہ ہیں کہ کھینچے خنجر خونخوار بیٹھے ہیں
نہیں جائز کسی کا مار دینا اپنے مذہب میں
رہا مرنا سو مر جانے پہ ہم تیار بیٹھے ہیں!

(اکمل)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ

حضرت مولوی احمد دین صاحب رضی اللہ عنہ

(از قلم جناب محمد شریف صاحب بوتالوی پنشنر سابق کلرک قلعہ میگزین۔ مہاجر محلہ دار الرحمت قادیان)

نام نیک رفتگاں ضائع مکن — تا بماند نام نیکت برقرار

(۱) میرے والد بزرگوار مولوی احمد دین صاحب مرحوم و مغفور جو خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ بسنہ ۱۹۱۲ء میں فوت ہوئے مگر افسوس کہ واذکروا موتاکم بالخیر کے ماتحت ہم پانچوں بھائی ابھی تک ان کے نہایت مختصر حالات زندگی کو بھی احاطہ تحریر میں لانے سے قاصر رہے ہیں۔ یہ حد درجہ کی احسان فراموشی ہے کہ جس وجود باجود کی بدولت ہمیں پیدائشی احمدی ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ہمنے اس کو بالکل بھلا دیا۔ اور اس کی کوئی بھی یادگار قائم نہیں کی۔ الحمد للہ آج ایک غائبانہ تحریک کے ماتحت اس خاکسار کو یہ توفیق حاصل ہوئی کہ کچھ حالات اپنے والد صاحب مرحوم کے بطور یادگار رقم کردوں تاکہ آئندہ آنیوالی نسلیں اس کے ذریعہ اپنے مورث اعلیٰ کے حق میں جس نے کہ ہمارے خاندان میں احمدیت کا بیج بویا۔ دعائے مغفرت کر سکیں اور ذکر خیر کا کام دے۔

(۲) میرے والد مرحوم رہاں راجپوت قوم میں سے تھے۔ اور بوتالہ جھنڈا سنگھ ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے اوائل عمر میں گھر میں معمولی ابتدائی تعلیم حاصل کر کے لاہور میں ایک عرصہ دراز تک دینی اور دنیوی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ پھر اورینٹل کالج لاہور میں داخل ہو کر انھوں نے مولوی۔ مولوی عالم اور مولوی فاضل کے امتحانات پاس کیئے نیز علم طب کا اعلیٰ امتحان حکیم حاذق پاس کر کے زبدۃ الحکماء کی ڈگری حاصل کی۔ اور کچھ عرصہ تک لاہور میں بھی طبابت کا شغل رہا۔ پھر ملازمت کی طرف توجہ کی اور بھیرہ میونسپل بورڈ ہائی سکول میں مدرس عربی ہو گئے۔ جہاں ایک عرصہ دراز تک قیام پذیر رہے۔ غالباً سنہ ۱۹۰۰ء میں بھیرہ ضلع شاہ پور میں گئے۔ جہاں انھیں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے گاہے گاہے صحبت کا موقعہ ملتا رہا۔ جو ان کے احمدیت قبول کرنے کا باعث ہوا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۳) حضرت مفتی محمد صادق صاحب مفتی حکیم فضل الرحمان صاحب۔ خان بہادر غلام محمد صاحب پنشنر۔ بابو فخر الدین صاحب پنشنر۔ ماسٹر محمد زمان صاحب مرحوم۔ ماسٹر نور الٰہی صاحب۔ مولوی عبد الحق صاحب قریشی اور کئی اور احباب جماعت جنہوں نے میونسپل بورڈ ہائی سکول بھیرہ میں تعلیم حاصل کی ان کے شاگرد رشید ہیں

(۴) ہمارے والد مرحوم حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے متعلق ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ شروع ایام میں بھیرہ میں پادریوں کا بڑا زور تھا۔ انھوں نے سکول کے سامنے ہی ایک دکان کرایہ پر لے کر اپنا مشن کام کیا ہوا تھا۔ جناب مفتی صاحب انکی کتابیں وغیرہ دیکھ کر قوم دجال کے پھندے میں آگئے۔ پادریوں نے ایسی چالاکی کی کہ بپتسمہ کیواسطے اپنے شکار کو بھیرہ سے باہر لے گئے۔ اتنے میں جناب مفتی صاحب کے رشتہ داروں کو خبر ہو گئی جو اپنے دوسرے دوستوں کو ساتھ لے کر جس میں میرے والد صاحب اور مولوی دلپذیر صاحب بھی تھے ریلوے سٹیشن پر ایسے وقت پہنچے کہ گاڑی وسل دیکر جانے ہی لگی تھی گارڈ کو کہہ کر گاڑی کو ٹھہرا دیا اور مفتی صاحب کو کمرہ گاڑی سے باہر نکال لیا۔

واہ سبحان اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ جناب مفتی صاحب قوم دجال کے صید بنے اور آج خدا کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے وہ وقت آیا ہے کہ جناب مفتی صاحب قوم دجال کے صیاد بن گئے فالحمد للہ علیٰ ذالک

(۵) مفتی صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ والد صاحب مرحوم بھیرہ ہائی سکول کے سب سے پہلے عربی مدرس تھے اُن سے قبل وہاں عربی پڑھانے کا رواج نہ تھا۔ اور جب عربی مدرس مقرر ہوا تب یہ مضمون اختیاری تھا لازمی نہ تھا اس واسطے مسلمان بچوں میں اس مضمون کا رواج دینے میں انھیں خاص کوشش کرنی پڑی۔ اور ان کی دینی نیکی اور تقویٰ اور پابندی صوم و صلوٰۃ کا اس مدرسہ کے طلباء پر بہت اچھا اثر تھا۔ اور مفتی صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ جہاں تک مجھے یاد ہے ان کا کوئی شاگرد ان کے مضمون میں فیل نہ ہوا کرتا تھا اللہ تعالیٰ انھیں جنت میں بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین۔

(۶) ہمارے والد صاحب مرحوم بڑے فخر سے بیان کیا کرتے تھے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوش بدوش کھڑے ہو کر باجماعت نمازیں ادا کی ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

(۷) سنہ ۱۹۰۶ء میں سکولوں کے EREEORHISES بند جانے کی وجہ سے والد صاحب مرحوم کی تبدیلی اپنے وطن گوجرانوالہ میں ہو گئی۔ مگر چونکہ وہاں سکول میں مدرس عربی موجود تھا لہذا جناب والد صاحب مرحوم کو وہاں سے فیروز پور تبدیل کیا گیا۔ جہاں سنہ ۱۹۱۲ء تک رہے اور ۵ ردسمبر کو وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون

(۸) جناب والد صاحب مرحوم کی اولاد میں ہم پانچ بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ جن میں سے ہمارے بڑے بھائی جناب بابو محمد فاضل صاحب فیروز پور میں میونسپل اوورسیر ہیں۔ ان سے چھوٹا یہ عاجز ہے۔ مجھ سے چھوٹے عزیزی بابو عبد اللطیف صاحب مرحوم تھے جو خاکسار کی طرح قلعہ میگزین میں کلرک تھے اور راولپنڈی میں آخری حصہ عمر میں خدا کے فضل سے خوب خدمت کرتے ہوئے رضی خالق سے اچانک فوت ہو گئے اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ چوتھے بھائی عزیزم عبد العزیز صاحب ہیں جو فیروز پور آرسنل میں ملازم ہیں۔ پانچویں عبد الرشید صاحب بی۔ اے بی ٹی ہیں جو آجکل کرکی آرسنل میں سٹور مین ہیں۔

ہماری بڑی بہن مولوی عبد اللہ صاحب بوتالوی کی اہلیہ ہیں۔ اُن سے چھوٹی چوہدری غلام محمد صاحب ساکن کریال کی اہلیہ ہیں۔ سب سے چھوٹی بہن قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی کی اہلیہ ہیں۔ خداوند کریم ہمکو باقیات الصالحات بناوے۔ آمین ثم آمین۔

قادیان میں دفعہ ۱۴۴ پھر نافذ کر دی گئی

اکتوبر ۱۹۳۴ء کی آخری تاریخوں میں احرار تبلیغ کانفرنس کے نام سے قادیان کی متصلہ زمین موضع رجادہ میں ایک جلسہ ہوا۔ اس جلسہ پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور کے حکم سے قادیان میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کیا گیا تھا۔ اور قادیان کے متصلہ دیہات اس سے مستثنیٰ کئے گئے تھے۔ حتیٰ کہ موضع رجادہ کی وہ زمین جو قادیان کی زمین کے بالکل ساتھ ہی ملی ہوئی ہے۔ اور قادیان کی آبادی سے زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ کے راستہ پر واقع ہے اور ڈاک خانہ کے لحاظ سے وہ قادیان کی حدود کے اندر ہی شمار کی جاتی ہے وہ جگہ دفعہ ۱۴۴ کے حدود سے باہر تھی۔ اور اسی لئے یہیں اسوقت جبکہ قادیان کی ساری زمین پر دفعہ ۱۴۴ نافذ تھی۔ وہاں احرار کانفرنس کے نام سے خلاف قانون اشتعال انگیز۔ منافرت پھیلانے والی تقریریں کی جا رہی تھیں۔

اس طرح احراری کانفرنس دفعہ ۱۴۴ کے اثر سے کلیتہً باہر تھی۔ اب معلوم نہیں کن وجوہات کی بنا پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے پھر قادیان میں دفعہ ۱۴۴ کو دو ماہ کے لئے نافذ کرنا ضروری سمجھا ہے کہ ۳۰ر جنوری کی شام سے دوبارہ دو ماہ کے لئے دفعہ ۱۴۴ کو نافذ کر دیا ہے اور اس دفعہ اسکے حلقہ اثر کو بڑھا کر قادیان کے گردونواح کے سارے علاقے کو جو بارہ دیہات پر مشتمل ہے نافذ کر دیا گیا ہے۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں:۔

رجادہ۔ بھینی بانگر۔ بھنگیاں۔ کھارا۔ رام پورہ۔ ننگل باغباناں۔ ڈلہ۔ کاہلواں۔ ناتھ پور۔ منصور کے۔ سیداں۔ ...

اس وسعت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ محض احمدیہ جماعت کی سیاسی سرگرمیاں روکنے کے لئے عمل میں لایا گیا ہے۔ نہ صرف اس مرتبہ بلکہ اس سے قبل اکتوبر ۱۹۳۴ء میں بھی اس کے نفاذ کی غرض صرف احمدیہ جماعت کی سرگرمی کو روکنا مقصود تھا۔ ورنہ یہ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ اسوقت جبکہ قادیان میں کوئی جلسہ نہیں ہو رہا تھا۔ وہاں تو دفعہ ۱۴۴ نافذ تھی اور موضع رجادہ کی زمین اس سے مستثنیٰ تھی۔ اور اب قادیان اور اسکے گردونواح کا سارا علاقہ اس میں شامل کر دیا گیا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اسدفعہ بھی دفعہ ۱۴۴ کا کوئی اثر احرار قادیان پر نہیں پڑتا۔ کیونکہ عنایت اللہ احراری جو نہایت ہی اشتعال انگیز تقریریں کر رہا ہے وہ اپنے خطبہ جمعہ یا مسجد میں مذہبی جلسوں کے نام سے کر رہا ہے۔ اور جماعت احمدیہ کا میدان عمل مسجد کی چار دیواری سے باہر تھا۔ کہا جا سکتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے وہ جلسے جو گذشتہ دنوں میں کئے گئے۔ وہ پبلک میں اشتعال پیدا کرنے کا موجب ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ خیال کسی صورت میں درست اور جائز نہیں قرار دیا جا سکتا۔ کیونکہ ہمارے جلسوں کی غرض قیام امن میں پوری سعی کرنا اور قانون کی پوری اطاعت کرنا ہے۔ نیز ان جلسوں کی غرض یہ بھی تھی کہ ان تقریروں کی وجہ سے جو عنایت اللہ مسجد میں مذہبی جلسوں کے نام سے کر رہا ہے جن سے پبلک میں بے چینی اور منافرت اور اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ ایسے رنگ میں ازالہ کیا جائے کہ لوگ پُر امن رہ سکیں اور حدود قانون سے نکل نہ جائیں۔

انبکہ دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ سے عنایت اللہ پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ وہ خطبہ جمعہ میں بدستور اپنے رویہ کے مطابق منافرت انگیز تقریریں کرتا رہے گا۔ البتہ وہ ہمارا مفید کام جس سے پبلک کی بے چینی دور ہو کر سکون پیدا ہوتا تھا اس کا راستہ مسدود کر دیا گیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہاں کی فضا کی درستی اس قسم کے کسی قانون سے نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہاں کی فضا کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اس دروازے کو بند کیا جائے جو بدامنی پیدا کرنے والا ہے اور قادیان کی بدامنی اسوقت تک دور نہیں ہو سکتی۔ جب تک عنایت اللہ کی ان تمام منافرانہ سرگرمیوں کا خاتمہ نہ کیا جائے اس غرض کے لئے ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ عنایت اللہ احراری کو اس کے ان تمام افعال کی وجہ سے جن کی وجہ سے اس نے قادیان کی پُر امن فضا کو خراب کر رکھا ہے۔ اس کو گرفتار کر کے اسے کیفر کردار کو پہنچایا جائے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرے گی

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب کا حکم حسب ذیل ہے:۔

اعلان

ہرگاہ اس امر کا ہمیں اطمینان دلایا گیا ہے کہ قصبہ قادیان اور اس کے گردونواح میں پبلک جلسے و مجمعے ہوئے ہیں اور کہ ان جلسوں اور مجمعوں میں اشتعال انگیز و جوش دلانے والی تقریریں ہوتی ہیں۔ بنابریں آئندہ ایسے جلسوں اور مجمعوں کے منعقد ہونے سے امن عامہ میں خلل واقع ہونے یا بلوہ یا فساد ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے ہم جے۔ ایم۔ سری نگیش ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور اس امر کو محسوس کرتے ہوئے کہ ان واقعات سے ایسی سخت ضرورت لاحق ہو گئی ہے کہ فوری تجاویز اور فوری علاج اس کے روکنے کے لئے مناسب ہیں۔ اسلئے ان اختیارات جو کہ ہمیں زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی رو سے حاصل ہیں ممانعت کرتے ہیں کہ اندر حدود سمال ٹون کمیٹی قادیان یا اندر حد بست مال محال قادیان یا اس کے ملحقہ دیہات کی حدود میں کسی قسم کا جلسہ منعقد نہ کیا جاوے۔ اور نہ ہی کوئی پبلک آدمی کسی ایسے جلسے میں شامل ہو یا حصہ لیوے۔ اور اس کے علاوہ پانچ سے زیادہ آدمی کسی پبلک مجمع میں اکٹھے ہوویں۔

یہ حکم آج کی تاریخ سے دو ماہ کے لئے نافذ رہے گا اس کا اطلاق ان جلسوں یا اجتماع پر نہیں ہو گا جو کہ مذہبی اغراض کے لئے مخصوص شدہ عمارت گاہوں میں کئے جاویں۔

آج بتاریخ ۳۰ ماہ جنوری ۱۹۳۵ء کو بثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری ہوا۔

مہر
عدالت ڈسٹرکٹ
مجسٹریٹ گورداسپور

دستخط بحروف انگریزی:۔ جے۔ ایم۔ سری نگیش صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور۔

احرار کا گندہ ٹریکٹ ضبط کر لیا گیا

مجالس احرار کی تلاشیاں

"بروئے اختیارات مفوضہ زیر دفعہ ۱۹ انڈین پریس (ایمرجنسی پاورز) (ہنگامی اختیارات) ۷ ایکٹ بابت ۲ سوم مصدرہ ۱۹۳۱ء حضور گورنر بہادر باجلاس کونسل بذریعہ اعلان پمفلٹ موسومہ "کیا مرزا قادیانی عورت تھی یا مرد" جسے حافظ عبدالرحیم حیدر امام مسجد تاج پورہ نے گیلانی الیکٹرک پریس لاہور میں طبع اور رنگ لاہور سے شائع کیا نیز ان دیگر دستاویزات کو بحق ملک معظم ضبط قرار فرماتے ہیں۔ جن میں پمفلٹ مذکور کی نقل یا اس کے ترجمہ یا اقتباسات موجود ہوں۔ کیونکہ اس میں ایسی عبارت موجود ہے جس کی نوعیت تحت دفعہ (۱) دفعہ (۴) ایکٹ مذکور بشمول دفعہ ۱۶ (ج) قانون ترمیم ضابطہ فوجداری بابت ۲ سوم مصدرہ ۱۹۳۲ء میں بیان کی گئی ہے۔"

اس ٹریکٹ کی ضبطی کے سلسلہ میں قادیان بٹالہ۔ امرتسر۔ لاہور وغیرہ مجالس احرار کی تلاشیاں لی گئیں مگر چونکہ یہ علم قبل از وقت ہو چکا تھا کہ تلاشیاں ہونے والی ہیں۔ اسلئے مجالس احرار نے ان ٹریکٹوں کو ادھر ادھر کر دیا تھا۔ اسلئے کوئی ٹریکٹ تلاشی میں برآمد نہیں ہو سکا۔

مسٹر گابا کے سوالات کے خلاف آواز اور پریذیڈنٹ اسمبلی کو تار

شیخ بشیر احمد صاحب بی۔ اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور نے ۳۰ر جنوری کو حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال کیا ہے کہ نیشنل لیگ لاہور نے پریذیڈنٹ اسمبلی کو حسب ذیل تار ارسال کیا ہے:۔

"نیشنل لیگ لاہور ان سوالات کے خلاف زبردست پروٹسٹ کرتی ہے جو مسٹر گابا نے غلط طور پر بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف بعض الفاظ منسوب کر کے اسمبلی میں دریافت کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ یہ سوالات تمام مقدس کتب پر حملوں کا ایک دروازہ کھول دیں گے۔ جس سے فرقہ وار منافرت کا پیدا ہونا لازمی امر ہے۔"

مکتوبات احمدیہ

میری مرکز سے غیر حاضری کے باعث الحکم میں **مکتوبات احمدیہ** کے عنوان کے نیچے مکتوبات کی اشاعت کا سلسلہ جاری نہ رہا۔ اتفاق سے میں کسی کاغذ کی تلاش میں تھا کہ حضرت صاحبزادہ سراج الحق رضی اللہ عنہ کے نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض مکتوبات کی نقل میری نظر سے گذری میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے مرحوم بھائی کی یاد تازہ کرنے کے لئے ان مکتوبات کو الحکم میں دے دوں۔

حضرت صاحبزادہ سراج الحق صاحب **سابقون الاولون** میں سے ہیں اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ انہوں نے سلسلہ کے لئے بہت بڑی قربانی کی تھی وہ ایک **سجادہ نشین** خاندان کے رکن تھے اور اپنے مریدوں کا بھی ایک وسیع حلقہ رکھتے تھے۔ لیکن جب ان پر سلسلہ کی صداقت کھل گئی تو انھوں نے اس عظمت و راحت پر لات ماردی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازہ پر **دھونی رمالی** میں انشاء اللہ العزیز صاحبزادہ صاحب کی زندگی پر بہت جلد ایک مضمون لکھنے کا عزم رکھتا ہوں۔ ایک شخص جس کی عمر کا بہت بڑا حصہ ناز و نعمت میں گذرا ہو اور جو اپنے خاندان اور اپنے مریدوں میں اکرام و احترام کا مرکز ہو سلسلہ احمدیہ میں آنے کے بعد اس کی زندگی میں حیرت انگیز تغیر ہوا۔ وہ فی الحقیقت ایک درویش کی زندگی بسر کرتا تھا۔ آخری وقت تک اس نے کوشش کی کہ وہ اپنی محنت سے روٹی کمائے۔ کتابت کے ذریعہ کچھ عرصہ تک وہ اپنی قوت لایموت پیدا کرتے رہے۔ لیکن جب قویٰ نے جواب دے دیا اور اس کام کو نہ نبھا سکے تو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خصوصیت سے ان کی ضروریات کا لحاظ رکھتے تھے۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کی زندگی کا آخری دور نہایت عسرت اور امتحان کا دور تھا۔ مگر وہ اس دور میں پورے ثابت قدم رہے۔ اور اس امتحان میں کامیاب ہوئے۔ ان کی زندگی کا آخری کارنامہ یہ ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی لکھ رہے تھے۔ جو انھیں یاد تھے۔ میں ان کی زندگی میں چاہتا تھا کہ اس مسودہ کو دیکھوں۔ انھوں نے خواہش بھی کی۔ لیکن مجھے اپنے بکھیڑوں سے فرصت نہ ملی۔ وہ اکثر بیمار رہتے تھے۔ مگر نہایت صبر و حوصلہ سے اس بیماری کو برداشت کرتے جب ذرا افاقہ ہو جاتا تو باہر نکل آتے۔ آخر عمر میں لوگوں سے مصافحہ کرنے سے گھبراتے تھے۔ اسلئے کہ لوگ جو محبت سے ہاتھ کو دباتے تو وہ اس شدت کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ مجھے بعض احباب کے متعلق یہ حسرت رہے گی کہ میں ان کی آخری ساعات میں ان کے پاس نہ تھا۔ غرض کاغذات میں کچھ کاغذات مل گئے۔ جن کو میں صاحبزادہ صاحب کی یاد تازہ رکھنے کو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ (عرفانی)

حضرت صاحبزادہ سراج الحق جمالی النعمانی سرساوی کے نام

از عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ عنایت نامہ آنمخدوم پہنچا موجب خوشی ہوا۔ خداوند کریم آنمکرم کو خوش و خورم رکھے۔ یہ عاجز کچھ عرصہ تک بیمار رہا۔ اور اب بھی اسقدر ضعف ہے کہ کوئی محنت کا کام نہیں ہو سکتا۔ اسی باعث سے ابھی کام حصہ پنجم شروع نہیں ہوا بعد درستی وصحت انشاء اللہ شروع کیا جائیگا **آپ نے جو سورہ فاتحہ کے پڑھنے کی اجازت چاہی ہے** یہ کام صرف اجازت سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ امر ضروری یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے مضمون سے مناسبت حاصل ہو۔ جب انسان کو ان باتوں پر ایمان اور ثبات قدم حاصل ہو جاوے۔ جو سورۂ فاتحہ کا مضمون ہے تو برکات سورۂ فاتحہ سے متفیض ہوگا۔ آپ کی فطرت بہت عمدہ ہے۔ اور میں بھی امید رکھتا ہوں کہ خداوند کریم جل شانہٗ آپ کی جد و جہد پر ثمرات مرتب کرے گا وقال اللہ تعالیٰ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ والسلام

(خاکسار غلام احمدؐ قادیان ۷ رمارچ ۱۸۸۵ء)

(نوٹ) یہ مکتوب شریف قریباً پچاس سال پہلے کا ہے۔ **پیر صاحب** چونکہ ایک سجادہ نشین کے بیٹے تھے اور عملیات اور چلہ کشیوں کو ہی معراج سلوک و معرفت یقین کرتے تھے۔ اسلئے انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس زمانہ میں جبکہ ابھی بیعت بھی نہیں لیتے تھے **سورہ فاتحہ کے** برکات اور فیوض کو بطور منتر حاصل کرنے کے لئے اجازت چاہی جیسا کہ آجکل کے مروجہ پیروں اور سجادہ نشینوں میں یہ طریق جاری ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ جب تک انسان اس روح کو اپنے اندر پیدا نہ کرے جو سورۂ فاتحہ میں رکھی گئی ہے محض منتر جنتر کے طور پر پڑھنے سے وہ **برکات** حاصل نہیں ہو سکتے۔ یہ عجیب **نکتہ معرفت** ہے اور اس سے آپ کی ایمانی اور عملی قوت کا پتہ لگتا ہے کہ **معرفت الٰہیہ** کے کس بلند مقام پر آپ پہونچے ہوئے تھے۔

دوسرا مکتوب

از عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مخدوم مکرم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ کل ایک خط خدمت میں روانہ کر چکا ہوں۔ مگر آپ کے سوال کا جواب رہ گیا تھا سو اب لکھتا ہوں۔ علماء اس سوال کے جواب میں اختلاف میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان کنتم مرضیٰ او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر۔ یعنی اگر تم مریض ہو یا کسی سفر قلیل یا کثیر پر ہو تو اسیقدر روزے اور دنوں میں رکھ لو۔ سو اللہ تعالیٰ نے سفر کی کوئی حد مقرر نہیں کی اور نہ احادیث نبوی میں حد پائی جاتی ہے۔ بلکہ محاورہ عام میں جسقدر مسافت کا نام سفر رکھتے ہیں وہی سفر ہے ایک منزل جو کم حرکت ہو اس کو سفر نہیں کہا جا سکتا۔ والسلام

عاجز
غلام احمد عفی عنہ
۲۱ رجون ۱۸۸۵ء

نیروبی میں مباحثہ

اور

احمدیت کی شاندار فتح

۱۹۔ اور ۲۰ جنوری کو نیروبی میں شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا لال حسین اختر سے اجرائے نبوت اور حیات مسیح اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر مباحثہ ہوا

ملک احمد حسین صاحب اور ملک عبد الکریم صاحب نے بذریعہ ہوائی ڈاک اطلاع دی ہے کہ خدا نے اس مباحثہ میں ہمارے مبلغ کو شاندار کامیابی عطا فرمائی ہے۔ ان کے خطوط کا اقتباسات حسب ذیل ہیں:۔

۱۹ر جنوری کو ملک عبد الکریم صاحب لکھتے ہیں کہ

"پہلے دو مناظرے (حیات مسیح اور اجرائے نبوت) بہت کامیاب ہوئے پبلک بہت متاثر تھی شیخ مبارک احمد صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ عالمانہ رنگ میں مناظرے کئے"

۲۰ر جنوری ۱۹۳۵ء کو ملک احمد حسین صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"آج بعد دوپہر بھی جو مناظرہ صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر ہوا اس میں خدا کے فضل سے نمایاں طور پر پبلک میں یہ اثر تھا کہ ہمارے دلائل محکم اور سنجیدگی اعلیٰ پایہ کی تھی"

اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر ہے جس نے اس مباحثہ میں سلسلہ کو کامیابی عطا فرمائی۔ (ایڈیٹر)

دفتر الحکم کی طرف سے ضروری اعلان

اس ہفتہ نہایت اہم مضامین کیوجہ سے بعض ضروری مضامین جیسے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جلسہ سالانہ پر میرے تاثرات وغیرہ روک لئے گئے ہیں۔ اگلے نمبر میں انشاء اللہ تعالیٰ بدستور یہ مضامین درج ہو سکینگے

وباللہ التوفیق

(ایڈیٹر)

میں کیونکر احمدی ہوا

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کی کہانی انکی اپنی زبانی!

مولانا بقاپوری سلسلہ کے پُرانے خدام اور پُرانے مبلغین سے ہیں۔ ان کے احمدی ہونے کی داستان اسلئے بھی بہت لطیف ہے کہ وہ علماء میں سے نکل کر سلسلہ میں داخل ہوئے۔ ان کے متعلق مجھے کسی تعارف کی ضرورت نہیں تقریباً ہر ضلع کے لوگ ان کو جانتے ہیں اور وہ ان کو جانتے ہیں۔ مولانا آجکل قادیان میں بطور مقامی واعظ کے کام کر رہے ہیں اور مہمان خانہ کے مہمانوں کے لئے درس تدریس جاری کئے ہوئے ہیں۔ عند الضرورت باہر بھی جاتے رہتے ہیں۔ احباب ان کی درازی عمر کے لئے دعا کریں۔ کیونکہ ایسے لوگ بابرکت اور مبارک ہیں۔ (ایڈیٹر)

جن دنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ توضیح مرام اور فتح اسلام شائع فرمایا ان دنوں میں لدھیانہ میں مولوی عبد القادر مرحوم کے پاس قطبی میر قطبی پڑھا کرتا تھا۔ ان ہی دنوں مکرمی محترمی شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی سے میری ملاقات ہوئی نوجوانی میں ہی ان کو عیسائیوں کے ساتھ بحث و مباحثہ کرنے کی مہارت تامہ تھی۔ ایکدن مولوی عبد القادر صاحب مرحوم نے مجھے فرمایا۔ کہ محلہ اقبال گنج میں جاکر حضرت مرزا صاحب سے رسالہ فتح اسلام لے آؤ۔ میں گیا اور مولوی صاحب کا رقعہ دکھایا آپنے فرمایا نماز عصر کے بعد لے جانا۔ چنانچہ میں نے حضرت کے پیچھے نماز ادا کی۔ اس مکان میں جس کو اب دار البیعت کہتے ہیں۔ اس دن سے مجھے حضرت صاحب کے ساتھ خوش اعتقادی اور ایک قسم کی محبت ہوگئی۔ ہم چند طلباء جو مولوی عبد القادر صاحب مرحوم کے پاس پڑھا کرتے تھے۔ سرائے نواب علی محمد صاحب جھجر والے کی مسجد میں رہتے تھے اور اس کے پاس ہی قاضی خواجہ علی صاحب مرحوم کے شکرموں کا اڈا تھا جو لدھیانہ سے مالیر کوٹلہ کے درمیان چلتی تھیں۔ وہ ہماری مسجد میں آتے اور حضرت صاحب کا ذکر خیر سناتے رہے۔ ان ہی دنوں علماء نے آپ پر کفر کا فتویٰ شائع کیا۔ ایکدن اس فتوے کو لے کر قاضی خواجہ علی صاحب مرحوم نے غلام دستگیر قصوری کے دستخط پڑھ کر کہا کہ جب یہ خود قصوری ہے تو قصور والے کا فتویٰ کیا۔ یہ لطیفہ سُن کر مجھے خوشی ہوئی۔

غرض یہ میری ابتداء ہے حضرت صاحب سے تعارف اور عقیدت کی۔ اس کے دو سال بعد میں تو سہارنپور برائے تکمیل تعلیم عربی چلا گیا۔ اور قاضی صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرلی۔ تعلیم پوری کرنے کے بعد میں کراچی۔ کچھ اور بمبئی کی طرف چلا گیا اور اسطرح پر میں ۱۸۹۸ء تک نہ مخالفت کی اور نہ بیعت کی۔ ۱۸۹۸ء کے بعد مولوی عبد الجبار صاحب امرتسری مولوی علی محمد صاحب بوپڑوی اور حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی وغیرہ وہابیوں سے میل جول ہونے پر میرا مخالفت کی طرف رخ ہوا۔ ۱۹۰۰ء میں میں پھر کراچی میں نوکری کے لئے گیا۔ اور ۱۹۰۳ء میں واپس آیا۔ وہاں بھی جب کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت مخالفت کا ذکر آتا۔ تو طبیعت میں ایک قسم کا انقباض پیدا ہو جاتا۔ جب ۱۹۰۳ء میں واپس آیا تو قصبہ مرالیوالہ متصل گوجرانوالہ میں اپنے ننھیال اور سسرال میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ یہاں میں نے پھر موافقت کی طرف رُخ کیا۔ اس قصبہ میں مولوی عبد الجبار صاحب امرتسری کی آمد و رفت تھی۔ ایکدفعہ وہ آئے تو وہابیوں نے شکایت کی کہ مولوی بقاپوری مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ در پردہ مرزائی ہے۔ مجلس میں مولوی صاحب نے مجھے بلوا کر کہا کہ تم مرزا صاحب کو (نعوذ باللہ) کافر کہو۔ ورنہ تم مرزائی ہو۔ اسپر میں نے کہا کہ حنفی آپ کو قطعی کافر کہتے ہیں اور فتویٰ مولوی غلام نادر بھیروی کا جو میرے پاس ہے اس کو دیکھ لو کیا اس فتوے کی بناء پر میں آپ کو قطعی کافر سمجھ لوں۔ اگر نہیں تو آپ کے کہنے پر میں مرزا صاحب کو بھی کافر نہیں سمجھتا۔

پس اسپر مولوی عبد الجبار تو لوگوں کو یہ کہہ کر کہ مولوی بقاپوری مرزائی ہے اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے اور اس کے ساتھ راہ و رسم نہیں رکھنی چاہیئے چلا گیا اور میں اپنے ماموں کے گھر آگیا۔ میرے ماموں نے جو میرے خسر بھی تھے اور بڑے آدمی تھے۔ اور انھوں نے مجھے اپنا متبنّیٰ بنا کر اپنی جائیداد کا مالک گردانا ہوا تھا۔ انھوں نے مجھے ملامت کی کہ تم نے کیوں مرزا صاحب کو (نعوذ باللہ) کافر نہیں کہا۔ لیکن میں نے خاموشی اختیار کی اور اللہ تعالیٰ نے میری توجہ دعا کی طرف منعطف فرمائی۔

ایکدن کا ذکر ہے کہ محترمی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی جو میرے خالو ہیں اور تازہ ہی احمدی ہوئے تھے میرے ماموں کے پاس قصبہ مرالیوالہ میں تشریف لائے۔ انھوں نے میری حالت کو دیکھ کر فرمایا کہ کسی دن تم میرے پاس آؤ۔ میں اس وعدے کے ایفاء کے لیئے جنوری ۱۹۰۴ء میں ان کے پاس وزیر آباد گیا۔ وہاں ایک ہمارا بھائی جو مولوی تھا اور چکڑالوی مذہب رکھتا تھا وہ بھی آگیا۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد ہم تینوں میں مذاکرہ علمیہ بابت حضرت مسیح ناصری علیہ السلام شروع ہوا۔ میرا اعتقاد تھا کہ حضرت مسیح ناصری آسمان پر بجسدہ عنصری زندہ ہیں۔ اور اس کا اعتقاد تھا کہ زندہ تو ہیں مگر بجائے آسمان کے اس زمین میں کسی مخفی جگہ میں بیٹھے ہیں۔ قریباً ایک گھنٹہ ہم تینوں نے اپنے اپنے دلائل اور ایک دوسرے پر جرح کرنے میں صرف کیا۔ اس کے بعد ہمارے بھائی تو جاکر سو رہے۔ اور میں اور حافظ صاحب آپس میں آیت ولکن شبہ لھم پر بارہ بجے تک گفتگو کرتے رہے۔ شبہ لھم کی ضمیر میں اس رجل نامعلوم کی طرف پھیرتا تھا۔ اور حافظ صاحب مسیح ناصری کی طرف۔ آخر بارہ بجے کے قریب ہم دونوں تھک کر سو رہے۔ سحری کیوقت جب میری آنکھ کھلی تو اللہ تعالیٰ نے میری توجہ اسطرف پھیر دی کہ جو معنی اس آیت کے محترمی حافظ غلام رسول صاحب کر رہے ہیں وہ از روئے عقل اور سیاق و سباق قرآن اور صرف نحو صحیح ہیں اور میرے معنی غلط۔ پس یہ پہلی دفعہ ہے کہ میرے دل کو یقین ہو گیا کہ جس طرح یہ معنی حضرت مرزا صاحب کے صحیح ہیں۔ اسی طرح پر ممکن ہے کہ آپکے دعاوی بھی سچے اور درست ہوں اسلیئے آپکی کتابوں کو غور سے پڑھنا چاہیئے۔ مبادا ایسا نہ ہو کہ میں اس سعادت سے محروم چلا جاؤں۔ چنانچہ صبح جب میں واپس جانے لگا تو میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی کتاب عربی کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف شدہ دیں جس میں آپنے اپنے دعوے کے متعلق وضاحت فرمائی ہو تو حافظ صاحب نے مجھے حمامۃ البشریٰ اور ایک دو اور کتابیں دیں جن کو لیکر میں واپس چلا آیا۔ اور گھر میں آکر میں نے کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا اور ساتھ دعائیں بھی کرتا رہا اور حدیثوں کی بنا پر ان کو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریح پر غور کرتا رہا۔ چنانچہ تین چار مہینہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے اس نتیجہ پر پہنچایا کہ مرزا صاحب اپنے دعوے مسیح موعود اور مہدی مسعود میں سچے ہیں اور مسیح ناصری واقعی فوت شدہ انبیاء میں شامل ہیں اور حضرت صاحب کی بیعت کرنی ضروری ہے۔ اس لیئے میں نے مناسب سمجھا کہ تین مختلف فرقہ کے پیروں کو بیعت کی غرض سے خطوط لکھے جائیں۔ حنفیوں میں سے میں نے پیر جماعت علی شاہ کو اور وہابیوں میں سے مولوی عبد الجبار کو اور تیسرا خط میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت قادیان لکھا۔ ان تینوں کا خلاصہ مضمون یہ تھا "میں حنفی المذہب اور سہارنپور کا فارغ التحصیل عالم ہوں۔ میں آجتک میں نے کوئی مرشد نہیں پکڑا جو خدا تعالیٰ کے قرب اور وصل کی راہوں پر چلا کر اس کے عشق و محبت میں سرشار کر دے اسلئے میں آپکو یہ عریضہ لکھتا ہوں کہ آپ اگر مجھے ایسی راہ پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچانے کی کوشش فرمائیں تو میں آپکی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ آپکی ہدایات قرآن اور احادیث کے خلاف نہ ہوں" الخ

قادیان میں جو خط لکھا وہ جوابی نہ تھا۔ لیکن مولوی عبد الجبار صاحب امرتسری اور پیر جماعت علی شاہ کو جوابی خطوط لکھے گئے قریباً چھ سات دن میں قادیان دار الامان سے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے مکرمی محترمی مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہدایت نامہ ملا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ:۔

"مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ جیسے مریضوں کی بیماری کے لئے بھیجا ہے۔ آپ یہاں آجائیں وغیرہ" ارشادات تھے اور آخیر میں آپنے یہ حدیث بھی لکھی "لایزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتہ" (الحدیث) لیکن ان دونوں نے کچھ جواب نہ بھیجا جس سے میرا اور یقین بڑھا اور میں نے قادیان شریف جانیکا پختہ ارادہ کرلیا۔

میں اسی سوچ بچار میں رہتا تھا کہ اگر ان لوگوں کو جو میرے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں اور میرے ماموں کو جس نے مجھے بیٹوں کی طرح رکھا ہوا ہے اطلاع دیکر قادیان جاؤں تو مجھے جانے نہیں دینگے۔ اور اگر یوں ہی بے خبری میں چلا جاؤں تو پھر واپسی پر پوچھیں گے۔ آخر میں نے مناسب سمجھا کہ بقاپور کے راستہ سے قادیان جاؤں

وہاں میں نے ان لوگوں سے ظاہر کیا کہ میں بقاپور جا رہا ہوں۔ اور چار پانچ دن کے بعد واپس آؤں گا۔

بقاپور میں ایک رات رہ کر سیدھا قادیان پہنچا اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے مکتب میں آن کر بیٹھ گیا۔ (باقی آئندہ)

الحکم کی ترقی اشاعت میں حصّہ لینا ہر احمدی کا فرض ہے۔